صوفی ازم اور علم و ادب کا بے باک ترجمان

جلد نمبر ۲

شمارہ نمبر ۵

سہ ماہی

رہبر نور

مکنپور شریف

۱۴۴۲ھ
جمادی الاخر، رجب
شعبان المعظم
فروری، مارچ، اپریل
2021

چیف ایڈیٹر
ابوالمشرب سید
مقتدا حسین جعفری
دارالنور مکن پور شریف کانپور (انڈیا)

Download PDF from Madaarimedia.Com

Www.MadaariMedia.Com

مداریہ کتب خانہ

واٹسپ گروپ

MADAARI MEDIA

The Silsila e Aaliya Madaariya Social Platform

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح

سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں

سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات

سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائٹ پر جائیے

www.MadaariMedia.com

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

بفیض روحانی

شہنشاہ ولایت سیّد بدیع الدّین احمد قطب المدار مدار العالمین رض

بیادگار- الحاج ڈاکٹر سیّد مرتضیٰ حسین رہبر والحاجہ سیّدہ نورالنہار فاطمہ علیہما الرحمۃ والرضوان

صوفی ازم اور علم وادب کا بے باک ترجمان

سہ ماہی رہبر نور مکن پور شریف

جمادی الآخر، رجب شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ مطابق فروری، مارچ، اپریل ۲۰۲۱ء

مجلس ادارت

چیف ایڈیٹر
ابوالمشرب سیّد مقتدا حسین جعفری

مینیجنگ ایڈیٹر
ڈاکٹر سیّد اقتدا حسین جعفری عامر

ایڈیٹر
مفتی سیّد نثار حسین جعفری مداری

جوائنٹ ایڈیٹر
مولانا سیّد ازبر علی مداری

سرکلیشن مینیجر
سیّد شعب غازی مداری
و
سیّد قمر حسین جعفری

قیمت فی شمارہ -/50
سالانہ -/200
ڈاک خرچ -/60
رجسٹرڈ ڈاک سے بھیجا جائیگا جسکا خرچ الگ سے دینا ہوگا

رسالہ منگوانے کیلئے ان نمبروں پر رابطہ کریں

9956677119
8737967832
6394344966

مجلس مشاورت

مولانا سیّد انتخاب عالم ارغونی
مولانا سیّد محمد توثیق قصوری
سیّد موجود عالم محبوبی مداری
مولانا سیّد اظہر علی منظری وقاری
الحاج سید سید الانوار طیفوری مداری
مولانا سیّد ظفر مجیب ارغونی
مفتی ابوالحماد محمد اسرافیل حیدری
مفتی الشاہ غلام یحییٰ مصباحی وقاری بلرام پور
مفتی خوشنود خاں مشربی مداری بریلی
مفتی شاہد رضا مشربی مداری بریلی
و عزت مآب مشائخ مکن پور شریف

مراسلات وترسیل زر کا پتہ
سہ ماہی رہبر نور
ہیڈ آفس مکن پور شریف کانپور انڈیا

رسالہ میں شائع ہونے والے مضامین آپ کی معلومات میں اضافہ کریں گے لیکن مضمون نگار کی رائے سے ادارے کا اتفاق رائے ہونا ضروری نہیں ہے

ایڈیٹر، پبلشر و پرنٹر مقتدا حسین جعفری نے انشاء پرنٹرس 91/4 ہیرامن کا پوروہ، کانپور سے چھپوا کر دفتر رہبر نور مکن پور شریف سے جاری کیا۔

Evaluable on: www.hayyulmadar.com

اس شمارے میں

نمبر شمار	مضامین	تحریر	صفحہ نمبر
1	اداریہ		3
2	قرآن الحکیم جس کی تعلیم نے انسان کو خودشناس بھی بنایا اور خداشناس بھی		4
3	ایک تحقیقی مضمون حضرت سید جلال الدین عرف سید شاہ دانا مداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سید محمد مقتدا حسین	7
4	کونڈوں کے تعلق سے ایک اہم نظریاتی خاکہ	مولانا سید ازبر علی مداری	19
5	تم بھی کچھ ہو بتاؤ کہ مسلمان بھی ہو	از قلم مفتی الشاہ غلام مصباحی وقاری	21
6	شعبان المعظم رسول پاک ﷺ کا مہینہ ہے		25
7	خرقۂ اجازت اور سلسلۂ مداریہ	مولانا محمد ہاشم علی بدیعی مصباحی مرادآبادی	28
8	بیعت تبرک اور سلسلۂ مداریہ		45
9	خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ		47
10	ہجری سن کی ابتدا کب اور کیوں ہوئی	مولانا محمد شفاعت علی	50
11	اسلامی دور میں سائنس علوم وفنون کی جلوہ گری		55
12	एक अहम तहक़ीक़ी मज़मून	अबुल मशरब सैय्यद मुक़तिदा हुसैन	60

اداریہ

تغافل اور تساہلی ہماری ناکامیوں کی آئینہ دار ہیں

اگر کسی شخص کو اندھیروں سے باہر نکل کر دنیا کی تابناکی اور روشنی میں جینے کا حوصلہ ہی نہیں ہے تو اسکو کسی بھی محنت یا اہتمام حیات کی ضرورت درپیش نہیں ہوگی۔لیکن اگر دنیا کے اندھیروں سے دور ہوکر روشنی میں جینے کا راستہ تلاش کرنا ہوتو روشنی کے حصول میں اسکے ذرائع و وسائل اور اسکے لوازمات کو پورا کرنے کے لئے کوشش و کاوش درکار ہوگی۔زمین سے پیدا ہونے والی فصلوں سے نفع بخش جنس حاصل کرنے کے لئے کھیتی کو اچھی طرح سے پانی سے سیراب کرنا اور اپنی محنت و مشقت سے فصلوں کو تیار کرنا ایک لازم امر ہے اور اگر کاشت کی زمین کی نگہداشت کم کردی جائے یا اسکی طرف سے منھ موڑلیا جائے تو وہی زمین دھیرے دھیرے بنجر زمین کا روپ لے لیتی ہے اور پھر اس پر لہلہاتے ہوئے چمن اور باغات کا تصور صرف خام خیالی کے سوا کچھ نہیں۔

دنیا کا یہ ترقی یافتہ دور آج اہل علم و دانش کیلئے موسم بہار کی جلوہ فروشیاں بکھیر رہا ہے۔زندگی کے ہر شعبۂ حیات میں علوم وفنون کی سرسبزو شاداب فصلوں کو لہلہاتے ہوئے دیکھا جاسکتا ہے۔دینی علوم،تصوف وتقویٰ،اسلامی شعور وآگہی،اسلامی تاریخ اور دنیاوی نفع بخش علوم نے آج ساری دنیا میں جریدوں،رسائل،مضامین،مقالہ جات اور شاعرانہ فکروفن کے ایسے ایسے خوبصورت پھول کھلا رکھے ہیں۔جنکی خوشبو سے انسانیت کا سارا چمن زعفران زار نظر آرہا ہے۔بس ضرورت ہے ان پھولوں کو اپنے دامن میں سجا کر اپنے فکروعمل کو تابندگی دینے کی۔

سلسلہ عالیہ مداریہ کی قدیم تر روایات اور نورانی نسبتوں کا چرچہ آج پھر سب کی زبان پر ہے۔ ہندوستان کی ہر خانقاہ میں قطب المدار کے منصب عالی کے قصیدے دہرائے جارہے ہیں اور سلسلہ عالیہ مداریہ کی حقانیت کا پرچم زرفشاں عقیدت و محبت کی بلندیوں پر لہراتا نظر آرہا ہے۔

ایسے ماحول میں وابستگان سلسلہ عالیہ مداریہ کو ان کی ذمہ داریاں آواز دے رہی ہیں اور انکو تغافل اور تساہلی سے دور ہونے کی صلاح دے رہی ہیں۔

''ادارہ رہبرنور'' اپنے اس جریدے کے ذریعہ ایسے تاریخی مضامین کو دنیا کے سامنے پیش کررہا ہے۔ جو خانقاہی نظم ونسق ،اسلامی دستور حیات اور تاریخی روایات کا آئینہ دار بن کر دنیا کے سامنے ہیں۔

آج ضرورت ہے کہ ذمہ دار اور تعلیم یافتہ لوگ اس تاریخی لٹریچر سے خود مستفیض ہوں اور دوسروں کو بھی اس طرف رغبت دلائیں۔

چیف ایڈیٹر

★★★★ قرآن الحکیم ★★★★

جس کی تعلیم نے انسان کوخود شناس بھی بنایا اور خدا شناس بھی

رحمٰن ورحیم پروردگار نے اپنے بندوں کی رہنمائی اور ان کی حقیقی فلاح وکامرانی کے لئے جو صحیفہ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب منیر پر نازل فرمایا۔ اسے ہم قرآن مجید کے نام سے جانتے ہیں۔ کہنے کو تو یہ ایک کتاب ہے۔ اور کتابیں انگنت ہیں۔ بڑی ضخیم، بڑی اور بڑی دل آویز۔ لیکن اس کتاب کی شان ہی نرالی ہے۔ یہ صحیفہ بیک وقت کتاب بھی ہے اور علم ومعرفت کا آفتاب جہاں تاب بھی۔ جس میں زندگی کی حرارت اور ہدایت دونوں یکجا ہیں۔ اس کا حسن و جمال قلب ونگاہ کو یکساں متاثر کرتا ہے۔ اس کی تجلیات سے دنیا وعقبیٰ دونوں جگمگا رہے ہیں۔ اس کا فیض ہر پیاسے کو اس کی پیاس کے مطابق سیراب کرتا ہے۔ اس کا پیغام اگر عقل وخرد کو لذت جستجو بخشتا ہے تو قلب وروح کو بھی شوق فراواں سے مالامال کرتا ہے۔ اس کی تعلیم نے انسان کو خود شناس بھی بنایا اور خدا شناس بھی۔

یہ کتاب مقدس ہر لحاظ سے سراپا اعجاز ہے۔ اس کا ہر پہلو اتنا دلربا ہے کہ اپنے پڑھنے والے کو مسعود کردیتا ہے۔ اسی لئے جب سے اس کا نزول ہوا اس نے اپنی فطری جاذبیت نوع انسان کے ہر طبقے سے سنجیدہ اور ذہین افراد کو اپنی طرف متوجہ کیا اور اس میں قطعاً مبالغہ نہیں کہ قرآن حکیم کے متعلق جتنا کچھ لکھا گیا ہے۔ اتنا کسی کتاب یا کسی موضوع پر نہیں لکھا گیا۔ لکھنے والوں میں اپنے بھی تھے اور بیگانے بھی محقق بھی تھے اور متعصب بھی ادیب بھی تھے اور فلسفی بھی۔ عربی بھی تھے اور عجمی بھی۔ شمع علم کے پروانے بھی تھے اور میخانہ عرفان کے متوالے بھی۔ سب ہی نے تو اسکی خدمت کی اور ہر ایک نے اس چاکری کو اپنے لئے باعث عزت وسعادت سمجھا۔

اس بحر بے پیدا کنار میں غواصی کرنے والوں نے غواصی کا حق ادا کیا۔ ہر ایک نے اپنی ہمت کے مطابق انمول موتیوں سے اپنی جھولیاں بھریں۔ لیکن اس کے معارف کے خزینے بھرے کے بھرے ہی رہے۔ اس کے اسرار ورموز کے گنجینوں میں کمی نہ ہوتی جنہوں نے اس گلستان معنی میں گل چینی کرتے کرتے عمریں گذار دیں انہوں نے بھی یہ تو نہیں کہا کہ ہم نے سب پھول چن لئے ہیں۔ بلکہ سب نے بے تامل یہ اعتراف کیا

داماں نگاہ تنگ وگل حسن تو بسیار
گل چین تو از تنگی داماں گلہ دارد

اور ان کا یہ اعتراف عجز از راہ تواضع وانکسار نہ تھا بلکہ حقیقت کا اظہار تھا اور وہ مجبور تھے کہ اس روشن حقیقت کا اظہار کریں۔

فاران کی وادیوں سے قرآن کا چشمہ فیض کیا پھوٹا کہ اس سے علوم وفنون کے دریا بہہ نکلے۔ جنہوں نے جزیرۂ عرب کے پیاسے ریگزاروں کو سیراب کیا اور انہی حکمت و دانش کی جلوہ گاہ بنا دیا۔ اس ایک کتاب نے جہاں پہلے علوم کو حیات نو بخشی وہاں اس نے بے شمار جدید علوم کی تشکیل کا سامان فراہم کردیا۔ علوم تفسیر، لغت وفقہ اللغۃ، فقہ واصول فقہ، معانی وبلاغت وبدیع، صرف ونحو، قرآن وتجوید وعظ وخطابت، قصص واخبار، امثال وحکایات، ان کے علاوہ اور کئی علوم ہیں۔ جنہوں نے قرآن کریم کے سایہ عاطفت میں جنم لیا اور اسی کی آغوش تربیت میں پروان چڑھے۔ اس طرح قرآن حکیم کے فیض سے دنیا کی سب سے زیادہ جاہل قوم علم وحکمت کے عظیم خزانوں کی مالک بلکہ خالق بن گئی۔

ہر عہد میں ملت اسلامیہ کے ذہین وفطین افراد نے جو روشن دماغ بھی تھے اور روشن ضمیر بھی، اپنی ذاتی استطاعت، ذاتی صلاحیت واستعداد اور اپنے مخصوص ماحول کی ضروریات واستعداد اور اپنے مخصوص ماحول کی ضروریات اور تقاضوں کے پیش نظر قرآن مجید کے ان خادم علوم میں سے کسی ایک کو اپنے لئے منتخب کیا اور خدمت گذاری کا حق ادا کر دیا اور اپنے اپنے موضوع پر ایسی زندہ جاوید تالیفات وتصنیفات کا گراں بہا ذخیرہ چھوڑا۔ جن کی روشنی سے دنیا بھر کے کتب خانے اور دانش گاہیں آج بھی چمک رہی ہیں۔ لیکن اس ناچیز کے نزدیک قرآن کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ وہ کتاب ہدایت ہے اس کے نازل فرمانے والے نے بارہا اس کا تعارف اس قسم کے کلمات سے کرایا ہے۔

ھذا بیان للناس وھدی وموعظۃ للمتقین۔ (۳۔۱۳۸)

آج ہمیں قرآن مجید کے اسی پہلو پر زیادہ سے زیادہ توجہ دینی چاہئے لیکن شومئی تقدیر ملاحظہ ہو آج قرآن کا یہی پہلو متروک اور مہجور ہے۔

قرآن حکیم کا مقصد اولین انسان کی اصلاح ہے۔ تربیت پیہم اس کے نفس کو مطمئنہ بنانا ہے۔ ہوا و ہوس کے غبار سے آئینہ دل کو صاف کر کے اسے انوار ربانی کی جلوہ گاہ بنانا ہے۔ انانیت وغرور، تمرد وسرکشی کی بیخ کنی کر کے انسان کو اپنے مالک حقیقی کی اطاعت وانقیاد کا خوگر کرنا ہے۔ یہی کام سب سے اہم بھی ہے اور سب سے مشکل اور کٹھن بھی۔ قرآن مجید نے اسی اہم ترین اور مشکل ترین کام کو سرانجام دیا اور حسن وخوبی سے کہ دنیا کا نقشہ بدل گیا۔

یہ صرف باتیں ہی باتیں نہیں ہیں بلکہ ایک حقیقت ہے زندہ جاوید حقیقت اور ناقابل انکار حقیقت کہ قرآن کی ہدایت سے بگڑا ہوا انسان سدھرا اور سدھر کر ساری کائنات کے لئے آیۂ رحمت بن گیا۔ غور فرمائیے کہ رحمت الٰہی نے نزول قرآن کے لئے جس سر زمین کو منتخب کیا وہ عرب کا خطہ تھا۔ وہاں بسنے والے لوگ شکل و صورت میں تو انسان تھے لیکن انسانیت سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ کفر وشرک، فسق و فجور، ظلم وستم وحشت و بربریت، جہالت اور اجڈ پن۔ اس پر فقر وافلاس میزاد، غرض یہ کہ کونسا عیب تھا یا کونسی گمراہی تھی۔ جو ان میں بدرجہ اتم نہیں تھی اور دنیا نے دیکھا کہ قرآن حکیم کی تاثیر اور صاحب قرآن کی برکت سے وہ کیا سے کیا بن گئے۔ اگر قرآن عرب کے اجڈ بدوؤں کو بنی آدم کے لئے باعث عز وشرف بنا سکتا ہے۔ اگر ان جاہلوں کو جو ابجد خواں بھی نہ تھے بزم علم و دانش کا صدر نشین بنا سکتا ہے اگر ان جاہلوں کو جو ابجد خواں بھی نہ تھے۔ بزم علم ودانش کا صدر نشین بنا سکتا ہے۔ اگر حرم کعبہ میں ۳۶۰ بتوں کی پوجا کرنے والی قوم کے دل میں معرفت الٰہی کی شمع فروزاں کر سکتا ہے تو ہمارے صنم کدہ تصورات کے لات وہبل کو کیوں ریزہ ریزہ نہیں کر سکتا ہمارے ظلمت خانہ حیات کو اس کی کرنیں کیوں منور نہیں کر سکتیں۔ بخدا ہو سکتا ہے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ ہم قرآن کی ہدایت کو قبول کرنے کے لئے تیار ہوں اور ہمارا کارواں حیات اس شاہراہ ہدایت پر گامزن ہو جائے۔ جو قرآن نے ہمارے لئے تجویز کی ہے۔

اے درماندہ راہ قوم! قوم تمہیں عظمت وعزت کی بلندیوں کی طرف آج بھی لے جا سکتا ہے۔ شرطیہ تم اس کی قیادت قبول کرلو۔

اے اپنی قسمت برگشتہ پر آہ وفغاں کرنے والے تو جوانو! دنیا کی امامت تمہاری متاع گم گشتہ ہے۔ تمہیں یہ واپس مل سکتی ہے اگر تم میں اس کی واپسی کی تڑپ ہو۔ قرآن تمہیں واپس دلا سکتا ہے اگر تم اس کا حکم ماننے کے لئے تیار ہو۔

قوم کو مجموعی طور پر اصلاح یافتہ اسی وقت کہا جا سکتا ہے جبکہ اس کے تمام عناصر حق کا دامن مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہوں اور اپنے اپنے دائرۂ عمل میں قرآن مجید کی ہدایت پر کار بند ہوں اور اپنے اپنے فرائض کی انجام دہی میں پوری دیانت داری سے مصروف کار ہوں۔ اس عناصر کا باہمی تعلق اتنا گہرا ہوتا ہے کہ اگر ایک عنصر بھی جادہ حق سے برگشتہ ہو جائے تو دوسرے عناصر اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس لئے قرآن حکیم نے ہر ایک کو اپنی خصوصی توجہ کا مستحق سمجھا ہے اور ہر گروہ میں راہ پانے والی خرابیوں کی نشاندہی کی ہے اور انہیں اس کے عبرتناک انجام سے آگاہ کیا ہے۔

ہم اکثر بگڑی ہوئی قوموں کے حالات اور ان حسرت ناک انجام کے متعلق قرآن میں پڑھتے ہیں اور ایک لحہ توقف کئے بغیر آگے نکل جاتے ہیں۔ ہم یہ زحمت بہت کم گوارہ کرتے ہیں کہ اپنے اعمال کا موازانہ برباد شدہ قوموں کے اعمال سے کریں اور یہ سوچیں کہ کہیں ہم بھی انہیں نافرمانیوں کا شکار تو نہیں اور اگر خدا نخواستہ ہیں تو اپنے انجام کی ہولنا کیوں سے غافل کیوں ہیں؟ کیا مکافات عمل کا قانون قدرت کا اٹل قانون نہیں؟ کیا ہم نے یہ نہیں پڑھا کہ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا

قرآن کریم نے اپنے ماننے والوں کو ایک واضح اور مکمل ضابطہ حیات (شریعت) بھی عطا کیا ہے اور یہ ضابطہ اتنا ہی وسیع ہے بلکہ بلا مبالغہ اس سے بھی وسیع تر انسان کیا ہے۔ اس کا تعلق اپنے خالق کے ساتھ اور اس کی مخلوق کے ساتھ ہونا چاہئے؟ اگر وہ حاکم ہے تو اس کی ذمہ داریاں کیا ہیں۔ اگر وہ رعایا ہے تو اس کے فرائض کی نوعیت کیا ہے؟ اگر وہ دولت مند ہے تو اس کا طرز عمل کیسا ہو اور اگر وہ فقیر و محتاج ہو تو کس طرح باوقار زندگی بسر کر سکتا ہے؟ قرآن نے جو شریعت کاملہ ہمیں دی ہے اس میں ان سوالات کا مکمل جواب موجود

نعت پاک

مولانا قمر شاہجہانپوری

مری گواہی مری شہادت مدینے والے کے ہاتھ میں ہے
قسم خدا کی میری جنت مدینے والے کے ہاتھ میں ہے
یہ علم و فضل و کمال و حکمت مدینے والے کے ہاتھ میں ہے
یہ سربلندی یہ شاہ و شوکت مدینے والے کے ہاتھ میں ہے
وہ میرا مولا وہ میرا آقا وہ میرا قبلہ وہ میرا کعبہ
مری نماز اور مری عبادت مدینے والے کے ہاتھ میں ہے
زبور و توریت بھی ہیں برحق مگر مجھے ان کی کیا ضرورت
مری کتاب اور مری ہدایت مدینے والے کے ہاتھ میں ہے
وہ نور ناطق محب خالق رفیق صادق حبیب رازق
تمام انصاف اور صداقت مدینے والے کے ہاتھ میں ہے
دکھا کے تہذیب کے اجالے مجھے نہ بہکائیں دنیا والے
میں جانتا ہوں خدا کی رحمت مدینے والے کے ہاتھ میں ہے
میں جانتا ہوں مجھے خبر ہے مرا عقیدہ یہی قمر ہے
جہاں خدا کا ہے اور حکومت مدینے والے کے ہاتھ میں ہے

قطعہ

علامہ ادیب مکن پوری

کچھ خوف ہے نہ حزن ہے راہ مدار میں
مژدہ انہیں جو آئیں نیارہ مدار میں
فیضان نسبت شہ ذیشان کے نثار
ہم ہوں کہیں رہیں گے پناہ مدار میں

ایک تحقیقی مضمون

حضرت سید جلال الدین عرف سید شاہ دانا مداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سید محمد مقتدا حسین

خالق ارض وسماء نے اس کائنات کی تخلیق فرما کر انسانوں کو ایک مستقل نظام حیات کی دولت سے نوازا ہے۔ انسان نے اپنی عقل و دانش وری کی بنیادی حیات کو ایک سماجی زندگی میں رہ کر اور بشریت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے خدا کی رضا حاصل کر لی۔ اسکو اشرف المخلوقات کے تاج زرین سے آراستہ کر دیا گیا۔ اس لئے کہ جب کوئی شخص اپنی نفسانی خواہشات پر مکمل قابو کر لیتا ہے اور اپنے دل میں صرف خالق کی رضاء جوئی کے احساس کو بیدار کر لیتا ہے اور ایک ایسے سماج میں جہاں رنگ برنگی دنیا کے تمام تقاضے بھی دامن گیر ہوں، تو وہی انسان مقصد حیات کی تمام منازل طے کرتا ہوا مقام محبوبیت پر جلوہ گر نظر آتا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ خدا کی معرفت کسی انسان کے لباس، علم وفن یا عقل و دانشوری پر موقوف نہیں ہے۔ جب رحمت پروردگار اپنے کسی مخصوص بندے کو نوازتی ہے۔ تو تجلیات الٰہی کا کاشانہ اور نشیمن بندے کا دل ہوتا ہے۔ اس لئے کی دل ہی وہ مقام ہے جہاں سچی اور حقیقی خشیت کا غلبہ ہوتا ہے اور جو دل خشیت الٰہی کا آبگینہ بن جاتا ہے تو اس دل سے خوف ملال کو اٹھالیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس باب میں سنت الٰہیہ ایسی ہے کہ جو نہیں ڈرتا ہے اسکو ڈرایا جاتا ہے اور جس نے ڈرنے کا حق ادا کر دیا ہو اسے لاخوف کا سرٹیفکٹ دیا جاتا ہے۔ اسی لئے خدا کی وہ برگزیدہ بندے جن کا دل ہمیشہ خشیت الٰہی سے معمور اور سوز گداز کی دھڑکنوں سے بیدار رہتا ہے۔ ہر وقت رضاء حق کے تجسس وتلاش میں جن کی آنکھیں اشک بار رہتی ہیں۔ ان پر رحمت پروردگار اور انعامات الٰہی کی موسلا دھار بارش ہوتی ہے۔ دامن رحمت الٰہی خود بڑھکر ان کو ڈھانپ لیتا ہے۔ انکو نہ تو اپنے ماضی کا غم رہتا ہے اور نہ مستقبل کا ملال بلکہ انسان کے حق میں پروردگار کی عدالت کا فیصلہ سنا دیا جاتا ہے۔ الا انّ اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولاھم یحزنون الذین آمنو وکانو یتقون۔

خدا کے محبوب اور برگزیدہ بندوں کی فہرست میں اور تاریخ ہندوستاں کی پیشانی پر ایسا ہی ایک نام جلوہ گر دکھائی دیتا ہے۔ جس نے بخارہ جیسے عالمگیر شہرت یافتہ کو چھوڑ کر اپنے اعزاء واقارب کی محبتوں کو اسلام کی تبلیغ اور رضائے الٰہی کے تجسس پر قربان کر دیا تھا اس عظیم ہستی نے اپنے وطن عزیز کی آسائش کو چھوڑ کر شریعت مصطفیٰ ﷺ کے پیغامات کو لوگوں تک پہونچانے کے لئے زندگی تمام کلفتوں اور صعوبتوں کو گلے لگا لیا تھا۔

اس محسن قوم وملت کا نام سید جلال الدین ہے۔ اور ان کو زمانہ شاہ دانا ولی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے جانتا ہے۔ شمالی ہندوستان کے چھوٹے سے خوبصورت شہر بریلی میں جن کا آستانہ مرجع خلائق ہے اور لاکھوں دلوں پر جن کی حکومت کا پرچم لہرا رہا ہے فاطمی گھر آنے کے اس چشم وچراغ کی ولادت باسعادت پر محققین و مورخین میں ضرور اختلاف رائے ہے۔ کوئی آپ کی تاریخ ولادت ۶۱۲ھ تحریر کرتا ہے تو کوئی ۵۸۰ھ لکھتا ہے۔ مگر موخرالذکر تاریخ پر اتفاق کم ہے۔

حضرت شاہ دانا رحمتہ اللہ علیہ پر جو کچھ بھی لکھا گیا اس میں تمام مورخین دو مسلمہ حقیقتوں پر متفق نظر آتے ہیں اور تقریباً سب ہی نے ان دو باتوں کو نہایت اعتبار کے ساتھ تحریر کیا ہے۔

ا۔ حضرت جلال الدین شاہ دانا بخاری کی تاریخ وفات ۷۳۱ھ ہے جس کو صرف تاریخ کی کتابوں نے اپنے اندر محفوظ نہیں کر رکھا ہے بلکہ آستانہ پاک ہر حاضری دینے والے ہر انسان کو آپ کے حجرہ مقدسہ میں کتبہ صاف دکھائی دیتا ہے۔ جس پر آپ کی تاریخ وفات ۷۳۱ھ تحریر ہے۔ جسکو کسی کرامت یا بصیرت سے نہیں اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اکابر مورخین نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت شاہ دانا بخاری رحمتہ اللہ علیہ شہنشاہ ولایت حضور سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کے مرید و خلیفہ ہیں۔ صدیوں برس پرانی تاریخ کے اوراق ہی صرف اس بات کے گواہ نہیں ہیں بلکہ ارباب علم و دانش ہوں یا عوام الناس اس حقیقت سے سب ہی کو واقفیت ہے۔ بریلی شہر اور اس کے اطراف جوانب میں بسنے والے لوگ صرف اور صرف یہی جانتے ہیں کہ حضرت شاہ دانا سید نا مدار العالمین رضی اللہ عنہ کے مرید خلیفہ ہیں۔ اسی لئے آج بھی وہاں پر آستانہ عالیہ کے خصوصی مراسم اور خانقاہی اوراد و اشغال میں سلسلہ عالیہ مداریہ کی نمائندگی صاف نظر آتی ہے۔ ہم اس سلسلہ میں ایک سچی تاریخ تحریر کر رہے ہیں۔ یعنی سلسلہ عالیہ مداریہ کی نمائندگی اور خانقاہ حضرت شاہ دانا کی رسومات میں شامل ہونے کا بیان:

قصبہ فرید پور ضلع بریلی شریف کے نزد ایک چھوٹا سا موضع ڈکنی ہے۔ جہاں پر پنجابہ شاہ مداری ملنگ کا آستانہ ہے۔ انھوں نے بہت طویل عمر پائی وہاں رہنے والے لوگوں کا بیان ہے کہ پنجابہ شاہ مداری تقریباً دو سو سال تک زندہ رہے۔ یہ وہی ملنگ تھے جو ایک سچے عاشق رسول اور تقویٰ وطہارت کا میں بے مثال حضرت پنجابہ شاہ مداری ملنگ رحمتہ اللہ علیہ نے بڑے وسوق کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ، حضرت شاہ دانا مداری رحمتہ اللہ علیہ کے عرس عظیم کی تقریب میں جہاں اور رسومات تھی وہیں سلسلہ مداریہ کے ملنگوں کا خصوصی شغل، شغل دمال کی رسم بھی شامل تھی۔ بہت سے ملنگان ذیشان دور دور سے آنے اور میں بھی اس میں شامل ہوتا تھا۔

مگر کچھ تو اہل خانقاہ کی بدنظمی اور کچھ زمانہ کی تبدیلی نے شغل دمال کی اس رسم کو ختم کر دیا۔ یہاں پر دور دراز جگہوں سے آئے بہت سے ملنگ عوام کی روحانی اصلاح کے لئے اسی علاقہ میں مستقل قیام پذیر ہو گئے۔ اسی لئے بریلی کے قرب و جور میں بہت سے ملنگوں کے مزرات ہیں اور ان کے آستانوں سے فیض کے دریا جاری ہیں۔ اردو صحافت کی دنیا میں اپنی الگ پہچان رکھنے والے ہفت روزہ اخبار ''نئی دنیا''۔ تاریخ ۱۸ تا ۲۴ جولائی ۲۰۰۰ء میں محمد حسن نام کے کسی شخص نے حضرت شاہ دانا ولی کے نام سے ایک چھوٹا سا مضمون شائع کیا ہے۔ اس مضمون میں تاریخی بددیانتی کے ساتھ ساتھ سچائی کا گلہ گھونٹ کر رکھ دیا گیا ہے۔ اس مضمون میں حضرت شاہ دانا کو بڑے خوبصورت تشبیہات کے ساتھ شہنشاہ اکبر کے زمانے میں دکھا گیا اور اکبر کی فوجوں سے آپ کو جہاد بالسیف کرتے بتایا گیا۔ جسکی کوئی تاریخی حیثیت ہی نہیں ہے۔ اپنی عقلی دلیلوں کے ذریعہ تاریخی سچائیوں کو مٹایا نہیں جا سکتا ہے۔ تاریخی سچائی میں ترمیم و تنسیخ کرنا سورج پر دھول جھونکنے کے برابر ہے۔ مغل شہنشاہ جلال الدین اکبر ۹۶۳ھ مطابق ۱۵۵۴ء تخت نشین ہوا جب اسکی عمر صرف ۱۳ تیرہ برس کی تھی اور تاریخی حوالوں کی روشنی میں حضرت شاہ دانا ولی کا وصال ۷۳۱ھ میں ہوا۔ اس طرح آپ کی وفات ۲۳۲ سال بعد اکبر کی حکومت کا آغاز ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہم تاریخ کے دو ایسے تابناک ثبوت پیش کر رہے ہیں جن کو دنیا کی کوئی تاریخ فراموش نہیں

کرسکتی ہے۔

۱۔ صاحب مضمون محمد حسن نے یہ تو تحریر کردیا کہ حضرت شاہ دانا ولی کے مزار اورنگ زیب عالمگیرؒ کے گورنر مکرندرائے نے ایک شاندار گنبد اور خوبصورت چہار دیواری تعمیر کرائی تی۔ مگر مجھے افسوس بھی ہے اور حیرت بھی ہے کہ اس تاریخ کو تو دائرہ تحریر میں لاکر عوام کے سامنے پیش کردیا گیا۔ مگر اسی گنبد کے نیچے چہار دیواری پر نصب اس کتبہ کو ظاہری و باطنی نظر دیکھنے سے قاصر کیسے رہ گئی۔ جس کتبہ پر سیکڑوں برس پہلے سے خوبصورت دانا ولی کی تاریخ وفات ۷۳۱ھ تحریر ہے۔

اتنی نہ بڑھا پا کی داماں کی حکایت۔ دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

۲۔ دوسرا تحقیق پہلو یہ ہے کہ کئی سالوں سے ہندوستان کے مشہور تجارتی شہر بمبئی سے شائع ہونے والے رسالہ ''اسلامی محمدی بڑی تقویٰ'' میں جہاں بزرگان بریلی شہر کا تذکرہ دیا جاتا ہے وہیں شاہ دانا ولی کی تاریخ وفات ۷۳۱ھ ہی تحریر کی جاتی ہے۔ ہنوز یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ ملاحظہ ہو رسالہ اسلامی محمدی بڑی تقویم ۱۴۲۲ھ مولفین و مرتبین جناب کلام الدین صاحب منجم و جفار بنارسی و ڈاکٹر عبد الخالق صاحب ذکی انصاری۔ طابع و ناشر مقصود وطبی۔ تاریخ وفات بزرگان بریلی صفحہ ۲۷ حضرت دانا کا وصال مبارک ۶ ربیع الاول ۷۳۱

قارئین حضرات: اسی غیر تحقیقی مضمون میں شہنشاہ ولایت سلطان الاصفیاء حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ کی عمر شریف پر بھی تاریخوں کا لیبل لگانے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ نہ تو اسکی کوئی تاریخی اہمیت ہے اور نہ سچائی سے اسکا کوئی تعلق ہے۔ سلسلہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، اشرفیہ، صابریہ، شیریہ، قدیریہ اور تمام سلاسل کے اکابر بزرگوں نے سلسلہ عالیہ مداریہ سے اپنی وابستگی اور اپنے اکابرین کی حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ سے ملاقاتیں اور عقیدتمندیاں تحریر فرمائی ہیں۔ اگر حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ کی حیات مقدسہ سے متعلق کسی پہلوں میں تاریخی ترمیم کی جاتی ہے تو تمام سلاسل کے اکابرین بزرگوں کی روشن و تابناک تاریخ کی حیثیت کسی افسانہ یا جھوٹی کہانی جیسی ہو جائے گی اور اس کا تاریخی وقار اپنی حیثیت واہمیت کھودیگا۔

حضرت سید جلال الدین
عرف
سید شاہ دانا مداری رضی اللہ عنہ

ولادت باسعادت: کئی سو برس پرانی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ حضرت شاہ دانا ولی رحمتہ اللہ علیہ ساتویں صدی ہجری کے نصف اول میں پیدا ہوئے تھے۔ صدیوں پرانے ایک فارسی قلمی نسخہ کی عبارت سے یہ ثبوت ملا کہ آپ کی تاریخ ولادت ۶۱۲ھ ہے جو مسلم الثبوت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شاہ دانا ولی ہندوستان کے ان اکابر اولیاء میں شمار کئے جاتے ہیں۔ جن کی ولایت اور بزرگی صدیوں سے لوگوں کے دلو پر حکومت کررہی ہے۔

حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ سے ملاقات اور سلسلہ مداریہ سے استفادہ: حضرت سید بدیع الدین قطب المداری رضی اللہ عنہ نے ہندوستان آکر یہاں سے سات مرتبہ حج کیا اور تبلیغ دین متین کی خاطر دنیا کی بیشتر مقامات کی فرمائی۔ جب آپ یہاں سے حج کرنے گئے یعنی چھٹی مرتبہ آپ نے سفر حج فرمایا تو افریقہ کے مختلف جزائر کے ساتھ ساتھ بلخ، تاش، قند اور روس کے تمام حصوں کا دورہ بھی فرمایا۔ یہ ساتویں صدی ہجری کا زمانہ تھا۔ جس کا تاریخی ثبوت کچھ اس طرح سے بھی سامنے آیا۔ اسی سفر میں جب آپ نے سمرقند میں قیام فرمایا تو اس جگہ پر لوگوں نے آپکی یاد میں ایک چلہ گاہ

بنادی۔ شہر کے درمیان ایک چھوٹی سی خوبصورت خانقاہ بنی ہوئی ہے جس کی دیواروں پر عمدہ نقاشی کی گئی ہے اور قرآن مقدسہ کی بہت ہی آیات بھی تحریر ہیں اسی چلہ کے سامنے والے دروازے پر ایک کتبہ لگا ہے جس پر صاف تحریر ہے چلہ حضرت زندہ شاہ'' اور تاریخ تعمیر ساتویں صدی ہجری تحریر ہے۔ چلہ گاہ کی اس خوبصورت عمارت کی تصویر کو ''سوویت سنگھ'' (سوریت یونین) رسالہ نے شائع کیا تھا تصویر میرے پاس محفوظ ہے۔ سمرقند کے اسی سفر کے دوران حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ نے بہت دنوں تک شہر بخار میں قیام فرمایا تھا اور اسی سفر میں آپ نے ''کوہ قاف'' کا دورہ کیا تھا۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ ''کوہ قاف'' کے علاقوں میں سیدنا مدار العالمین رضی اللہ عنہ نے اسلام کی ضیاء پاشیوں سے کفر کے اندھیروں کو اسلام کی روشنی میں بدل دیا تھا۔ سیکڑوں برس پرانی کتاب جواہر خمسہ کے ۵۴ پر مصنف سید نجم الدین رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اسی سفر کے دوران حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ نے بہت دنوں تک شہر بخار میں قیام فرمایا تھا۔ جب حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ کے کمالات باطنی اور آپ کے منفرد انداز زندگی شہرت پھیلی تو اسی شہر بخار کے رہنے والے حضرت شاہ داناولی بھی آپ سے ملاقات کرنے گئے۔ اس وقت حضرت شاہ داناولی علوم ظاہری سے فراغت حاصل کر چکے تھے اور تصوف کے پیچیدہ راستوں میں سالک صادق بن کر رضائے الٰہی کی تلاش میں لگے تھے۔ بچپن سے ہی وہ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ ان کی زبان ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول اور قلب عشق مصطفٰے کا گنجینہ تھا۔

حضرت مولانا الحاج سید غلام سبطین صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصنیف ''سید الاقطاب'' کے ۶۵ صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ آپ نے اپنی پوری زندگی اللہ تعالیٰ کے عبادت میں گذاری۔ تقویٰ اور پرہیزگاری میں بے مثل تھے۔

جب حضرت شاہ داناولی نے حضرت مدار العالمین رضی اللہ عنہ سے ملاقات فرمائی تو ان کے دل کی دنیا ہی بدل گئی۔ جسے ہی حضرت قطب المدار رجی اللہ عنہ کی نظر اثر آپ پڑی تو آپ پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی۔ یہ کوئی بھی نہ سمجھ سکا کہ مانگنے والے نے کیا طلب کیا اور دینے والے نے نظروں سے کیا پلادیا۔ حضرت شاہ داناولی کو جس منزل کی تلاش تھی گویا خود ان کو چل کر مل گئی ہو۔ جیسے آج عاشق کی نہیں خود عشق کی معراج تھی۔ آج جلال الدین کا نصیبہ ہم دوش ثریا ہو کر انتہائے کمال کی آخری منزلوں کو چھو رہا تھا۔ آج وہ اپنی قسمت پر جتنا بھی ناز کریں کم مع حضرت شاہ دانا کے اصرار پر حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ نے آپ کو داخل سلسلہ فرما کر اجازت وہ خلافت عطا فرمائی۔ اس عظیم نسبت کو حاصل کرنے کے بعد آپ نے عبادت و ریاضت میں کثرت کر دی۔ اپنے شیخ طریقت کے بتائے ہوئے اوراد و اشغال پر استحکام کے ساتھ عمل پیر ہوگئے۔ شہر بخار کے عابدین شب زندہ داروں کی فہرست میں آپ کا نام بھی اوپر لکھا دکھائی دینے لگا۔ جب حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ شہر بخار سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت شاہ داناولی آپ کے خاندان کے بہت سے افراد بھی آپ کے ہمراہ ہندوستان کے لئے روانہ ہوئے اور مختلف ممالک کی سیر کرتے ہوئے اس ملک میں آ پہنچے۔

اسی تاریخ واقعہ کو صاحب کتاب ''شمس الافلاک'' حضرت علامہ حکیم سید محمد ولی شکوہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ جلد دوم کے ۲۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ کے شہر بخارا کے قیام کے دوران حضرت سید جلال الدین شاہ داناولی داخل سلسلہ مداریہ ہوئے تھے اور جب حضرت مدار العالمین رضی اللہ عنہ بخارا

سے روانہ ہوئے تو آپ بھی اپنے چند اعزا و اقارب کے ہمراہ ہندوستان کے لئے روانہ ہوئے۔ سید عرفان علی شاہ حیدر آباد دکن اپنی تصنیف ''گلستاں مدار'' کے ۲۷۵ پر تحریر فرماتے ہیں۔ جب حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ شہر بخارا سے روانہ ہوئے تو آپ کے ہمراہ بہت سارے لوگ تھے انہیں میں حضرت پیر سید محمد حنیف ولی کامل پیر سید محمد داؤد ار قطب دوراں حضرت جلال الدین دانا بخاری بھی تھے۔ جن کا مزار مقدس بریلی شریف میں ہے۔

حضرت شاہ دانا کا سلسلہ مداریہ میں مرید و خلیفہ ہونے کا تاریخی ثبوت:

عام طور پر یہ بات سیکڑوں برس سے عوام الناس کے دلوں میں موجود ہے کہ حضرت شاہ دانا خالص مداری بزرگ ہیں اور انھوں نے ارادت یا خلافت کے لئے اپنے دامن مراد کو کسی کے آگے نہیں پھیلایا۔ یہ کوئی جھوٹی کہانی نہیں بلکہ تاریخی ثبوت کے ساتھ ایسی سچی حقیقت ہے۔ جسکو دنیا کی کوئی تاریخ فراموش نہیں کر سکتی ہے۔ ہم اس سلسلہ میں اکابر بزرگوں کے حوالہ جات پیش کر رہے ہیں۔ ان حوالہ جات سے یہ ثبوت روز روشن کی طرح صاف ہو جائے گا۔ ا: حضرت مولانا سید امیر حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی فارسی تصنیف ''سبع طرائق'' کے ۱۹۳ پر تحریر فرماتے ہیں۔

بازازاں روز آتش جلال شان شر بر نزد ثانیدر جالیسر کہ برباب جناب حضرت قطب الاقطاب قطب المدار رضی اللہ عنہ کامیاب کمالات صوری و معنوی گشتہ و باباسدن در گجرات ''وشاہ دانا'' کہ اور محبوب دانا نیز می گفتند در بریلی و حاجی عماد حجازی و شیخ حسین بلخی و برق دیوانہ وغیرہم

۲:۔ مصنف محمد حامد حنفی بہرائچی اپنی تصنیف ''واقعات پیر سید محمد حنیف'' کے ۲۳ پر تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ نے اپنے مریدین و خلفا کو جمع فرمایا اور تبلیغ اسلام کے لئے ہر شخص کا ہندوستان میں مقام مقرر فرما دیا۔ حضرت سید جمال الدین جانمن جنتی رحمۃ اللہ علیہ کو صوبہ بہار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حضرت شاہ جھندہ رحمۃ اللہ علیہ کو بدایوں شریف اور حضرت شاہ دانا علی رحمۃ اللہ علیہ کو بریلی روانہ فرمایا۔

۳:۔ کتاب ''نقیب وقت'' مصنف پیر عبدالستار بلخی شاہد نظامی۔ طابع و ناشر مکتبہ مظفر العلوم شاہ نجف کالونی یونٹ نمبر ۵ لطیف آباد حیدر آباد سندھ پاکستان میں صفحہ نمبر ۹۴ پر بزرگان سلسلہ مداریہ میں مرقوم ہے کہ سید بدیع الدین قطب المداری رضی اللہ عنہ نے اپنے مریدین و خلفاء جمع فرما کر منفرد علاقوں میں جانے کا حکم فرمایا، انھیں میں سے حضرت شاہ دانا ولی رحمۃ اللہ علیہ کو بریلی شریف روانہ فرمایا۔

۴: علامہ واعظ کاشفی ڈاکٹر چندہ میاں طالب اپنی تصنیف ''تاریخ بدیع'' طابع ناشر مکتبہ کاشفیہ ۱۴۷۔۱۰ /۱۹۱ لانڈھی ٹاون کراچی نمبر ۳۰ پاکستان صفحہ ۵۳ پر تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت سید جلال الدین شاہ داناولی رحمۃ اللہ علیہ سید نا مدار العالمین رضی اللہ عنہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ جن کا مزار مقدس بریلی شریف میں ہے۔

۵: جناب ڈاکٹر سید اقبال احمد جونپور جو دور حاضر کے ایک ممتاز محقق کی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ اپنی تحقیقی تصنیف ''تاریخ سلاطین شرقی اور صوفیائے جونپور'' کے صفحہ ۱۴۴۳ و ۱۴۴۴ پر رقم طراز ہیں۔ حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ کے مریدین و خلفاء کی تعداد حد شمار سے باہر ہے۔ راقم الحروف کو جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان میں سے چند نام یہاں تحریر کر رہا ہوں۔

(۱) حضرت مولانا شاہ اجمل رحمۃ اللہ علیہ پیشوائے گروہ اجملیان مداریہ مزار مبارک بہرائچ شریف۔ (۲) بیالیسواں نام تحریر فرمایا۔ حضرت شاہ داناولی رحمۃ اللہ علیہ مزار اطراف بریلی شریف۔

۶: حکیم عبدالرحمٰن چشتی قادری اپنی تصنیف تذکرہ مدار العالمین کے صفحہ نمبر ۳۶ پر تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت سید جلال الدین شاہ دانا ولی جن کا مزار بریلی شریف میں مرجع خلائق ہے۔ وہ حضرت سیدنا مدار العالمین کے مرید وخلیفہ ہیں۔

۷: حضرت مولانا الحاج سید غلام سبطین صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصنیف ''سیدالاقطاب'' کے صفحہ ۶۵ پر تحریر فرماتے ہیں

حضرت سید دانا ولی کا نام جلال الدین اور وطن بخارا ہے آپ بھی قطب المدار کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے۔ آپ سیدنا مدار العالمین رضی اللہ عنہ کے مرید وخلیفہ ہیں۔ شہر بانس بریلی پرانا شہر میں لب سڑک آپکی خانقاہ اور مزار پاک زیارت گاہ ہے۔ عرس شریف نہایت اہتمام سے ہوتا ہے۔

بہت پرکیف یہ آستانہ ہے۔ غریبوں کا دست گیر شاہ دانا ہے

۸: کتاب جمال مداریت میں مصنف حضرت علامہ حکیم سید محمد ولی شکوہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۱۷ پر تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت جلال الدین عرف شاہ دانا بخار کا مزار مقدس بریلی شریف میں، آپ خالص مداری بزرگ ہیں۔

۹: اسلامی محمد بڑی تقویم ۱۴۸۸ھ ''بزرگان سلسلہ مداریہ'' حضرت سید شاہ دانا رحمتہ اللہ علیہ مزار شریف بریلی

۱۰: حضرت مولانا الحاج سید کلب علی فصوری رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصنیف ''ذوالفقار بدیع'' کے صفحہ نمبر ۵۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام مریدین وخلفاء کو جمع فرمایا اور ان کو ہدایتیں دیکر تمام الگ الگ مقامات کی طرف روانہ فرمایا۔ حضرت شاہ برق دیوانہ اور حضرت شاہ دانا رحمتہ اللہ علیہما کو بریلی روانہ فرمایا۔ ان حضرات نے شہر بانس بریلی کے مضافات میں اسلام کی ضیاء سے قلوب کفار کو منور کر کے شربت عرفان حق سے اب کیا اور شہر مذکور ہی میں ان حضرات کے مزار شریف ہیں۔

۱۱: کتاب گلستان مدار'' ناشر آستانہ مداریہ چار کمان روبرو چار مینا حیدرآباد دکن (اے، پی) مصنف سید عرفان علی شاہ صفحہ نمبر ۲۰۳ پر لکھتے ہیں۔ سیدنا مدار العالمین رض اللہ عنہ نے اپنے خلفاء میں سے حضرت شاہ برق دیوانہ اور شاہ دانا ولی کو شہر بانس بریلی بھیجا۔ ان حضرات کے مزار وہیں ہیں اور عجیب فیضان کا فریا جاری ہے۔

۱۲: حضرت سید عزیز الرحمٰن حنفی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب ''درمان'' کے صفحہ نمبر ۱۳ و ۱۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔ خلفاء کرام سیدنا مدار العالمین رضی اللہ عنہ۔ حضرت زاہد ابن خالد شیراز ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت شاہ دانا ولی بریلی شریف۔

۱۳: کتاب گلستان فقراء واسرار سدی الفقراء'' میں مصنف سید حفظ الرحمٰن طبقاتی رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت شاہ دانا ولی حضرت قطب المدار رضی اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ ہیں۔ جن کا مزار مقدس بریلی شریف ہے۔

۱۴: جناب مولانا محمد عمر طبقاتی اپنی تصنیف ''گوہر آبداؔ'' کے صفحہ نمبر ۳۷ پر لکھتے ہیں کہ حضرت قطب المدار کے خلفاء کی تعداد بے شمار ہے یہاں چند نام تحریر ہیں

(۱) حضرت خواجہ سید ابو محمد ارغون رحمتہ اللہ علیہ مزار مکن پور شریف ۳۲ بتیسواں نام تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت سید جلال الدین شاہ دانا ولی رحمتہ اللہ علیہ مزار بریلی شریف

آپ کی تبلیغ سر گرمیاں: حضرت دانا ولی مداری رحمتہ اللہ شہر بخار سے چل کر جب ہندوستان تشریف لائے ہیں تو یہاں آ کر تبلیغ اسلام کی غرض سے آپ نے ملک کے متعدد علاقوں کا سفر فرمایا۔ گجرات کے مختلف حصوں میں اسلام کی ضیاء باری فرماتے ہوئے کئی جگہوں پر آپ نے بہت دنوں تک قیام فرمایا۔ آپ نے جس جگہ بھی قدم رنجہ فرمایا رنجیدہ دلوں کو مسرت وشادمانی عطا فرمائی۔ کمزوروں کو طاقت و توانائی کی دولت سے نوازہ۔ مجبوروں کو ان کے حقوق دلوائے اور صحیح اسلامی زندگی گزارنے کا سلیقہ عطا کر دیا۔ صوبہ گجرات اس وقت اسلامی نمائندوں کی مستقل قیام گاہ بنا ہوا تھا۔ نہ جانے کتنے بزرگوں نے اس دھرتی کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرما کر عزت و افتخار کی دولت سے نوازہ تھا۔ حضرت شاہ دانا بھی اسی فہرست کی ایک خوبصورت اور دیدہ زیب کڑی ہیں۔ گجرات میں آپ کے نام سے موسوم کئی مقامات ہیں۔ لیکن وقت کی تبدیلی کے ساتھ وہ اپنی اصلی ہیئت پر قائم نہیں رہ سکے۔ مگر تاریخ کے صفحات ان یادوں کو آج بھی اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں۔

گجرات سے چل کر آپ مدھیہ پردیس آئے۔ یہاں بھی آپنے مختلف علاقوں کا دورہ فرما کر سماج کے ہاتھوں کچلی اور سسکتی انسانیت کی باریابی فرمائی اور لوگوں کو شریعت مطہرہ کا پابند بن کر عزت کے ساتھ زندگی گزارنے کا طریقہ بتایا۔ جوق درجوق لوگوں کا ازدہام کثیر آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کرنے لگا۔ اس طرح حضرت شاہ دانا نے مدھیہ پردوس کے بیشتر علاقوں میں ہزاروں لوگوں کو داخل اسلام فرمایا۔ لوگ آپ کی باتوں پر عمل کرتے ہوئے خوش ہوتے اور آپ کو اپنا رہبر اور پیشوائے روحانیت تسلیم کرنے پر فخر کرنے لگے۔

آپ کے نام سے موسوم مقامات: ویسے تو شاہ مداری رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے جانے کتنے مقامات موسوم ہیں۔ مگر صوبہ مدھیہ پردیس کے چند علاقے آپ کے تبلیغ کارناموں کا بہ بانگ دہل اعلان کر رہے ہیں۔ اسی علاقے میں ملک کا ایک بہت مشہور شہر ''گوالیار'' ہے۔ یہاں پر آپ نے بہت عرصہ تک مستقل سکونت اختیار کی۔ جس علاقے میں آپ کا مستقل قیام رہا اس پورے محلّہ کا نام ''داناولی'' محلّہ رکھ دیا گیا۔ صدیوں گزر گئیں مگر آج بھی ''داناولی'' محلّہ آپ کے تبلیغی سفر کی کہانی کہہ رہا ہے۔

جہاں پر آپ نے اپنے قلب کی گہرائیوں سے اپنے پروردگار کی رحمتوں کو آواز دی تھی اور جہاں اپنی جبین ناز سے زمین کے ذرات کو آفتاب جیسی تابنا کی بخشی تھی وہیں آپ کی یاد میں ایک مسجد تعمیر کی گئی جس کا نام ''دانا مسجد'' رکھا گیا۔ آج بھی وہ مسجد داناولی مسجد ہی کہہ کر پکاری جاتی ہے۔

اسی سلسلہ میں حضرت مولانا الحاج سید غلام سبطین صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصنیف لطیف سید الاقطاب کے صفحہ نمبر ۶۵ پر تحریر فرماتے ہیں۔ شہر گوالیار میں عرصہ تک آپ نے قیام فرمایا اور تبلیغ دین فرماتے رہے۔ آج بھی آپ کے نام سے منسوب ایک مسجد ہے جسکو داناولی مسجد کہا جاتا ہے۔ شہر میں ایک محلّہ ہے جسکو داناولی محلّہ کہتے ہیں آپ خالص مداری بزرگ اور سرکار قطب المدار رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں

شاہ دانا کا خطاب: آپ کا اصلی نام سید جلال الدین ہے۔ آپ نہایت سمجھدار اور دانش ور انسان تھے۔ آپ کشور علم ودانش کے شہنشاہ کامل تھے کوئی مسئلہ ہو آپ اسکو نہایت حسن وخوبی کے ساتھ حل کر دیتے تھے۔ آپ اولاد علی ہیں اس لئے بھی فاطمی فراست اور دانش وری آپ کو تحفہ میں ملی تھی۔ آپ کی دانائی ولیاقت دیکھ کر وقت کے بڑے سے بڑے علماء و محققین حیران رہ جاتے۔ فیصلے کرنے والوں کو سوچنے پر مجبور ہونا پڑتا تھا۔ مگر شاہ دانا بڑے سے بڑے معاملے کو پل

بھر میں سلجھا دیتے۔

ایک دن حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ کے بہت سے مریدین و خلفاء روزانہ کے معمول کے مطابق ذکر الٰہی میں مشغول تھا بچپن میں حضرت شاہ دانا بھی تھے۔

شریعت مطہرہ کے کسی مسئلہ پر حضرت شاہ دانا کی علمی صلاحیت اور عقل دانش وری دیکھ کر حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ نے آپ کو ''دانا'' کہہ کر پکارا۔ شیخ کی زبان مبارک سے نکلے ہو کلمات خیر کی تائید و تصدیق میں اس دن سے لوگ انکو دانا کہنے لگے اور آپ نے خود اس لفظ کو اپنے لئے پسند فرما لیا تھا تا کہ یہ نام اپنے شیخ کی نسبتوں کے ساتھ ساتھ حصول برکت کا سبب بن جائے۔ چونکہ آپ کا پورا نام سید شاہ جلال الدین ہے اس لئے کثرت استعمال نے لفظ شاہ کو ''دانا'' کے ساتھ جوڑ دیا۔ دوسری حقیقت یہ ہے کہ لفظ شاہ بڑوں کے نام سے پہلے جوڑ کر ان کی بزروگی کا اظہار کیا جاتا ہے جیسے شاہ حسین شاہ مدار وغیرہ۔

حضرت مولانا حکیم سید محمد ولی شکوہ صاحب رحمتہ اللہ اپنی تصنیف ''شمس الا فلاک جلد دوم'' کے صفحہ ۲۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت قطب المدار نے آپ کو دانا کے لقب سے ملقب فرمایا۔

حضرت شاہ دانا مداری رحمتہ اللہ علیہ کا بریلی میں مستقل قیام: نویں صدی ہجری کے نصف اول کا دور ہے۔ حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے بہت سے خلفاء و مریدین کو جمع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میرے جد کریم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا حکم اور رب کائنات کی مرضی یہی ہے کہ میں اسی مقام پر قیام کروں جس جگہ کا مجھے اشارہ ملا ہے۔ مگر تم سب کے لئے یہ وسیع و عریض ملک ہندوستان میں ابھی بہت کام باقی ہے۔ تم سب کو شریعت مصطفےٰ کی پابندیوں کے ساتھ اسلام کی تبلیغ کا کام انجام دینا ہے اور یہی تمہاری زندگیوں کا مقصد ہے۔ پھر آپ نے اپنے مریدین و خلفاء کو ہدایتیں فرما کر ملک کہ ہر علاقہ کا انتخاب فرمایا اور جس کیلئے جو علاقہ منتخب کیا اسکو وہاں روانہ فرما دیا۔ کسی کو مشرقی ہندوستان کا حصہ تو کسی کو مغرب کے شہر، قریوں اور قصبات کی ذمہ داریاں دی گئیں۔

غرض کہ آپ کے مریدین و خلفاء پورے ملک میں پھیل گئے اور تبلیغ اسلام فرما کر لوگوں کو داخل اسلام فرمانے لگے۔ تاریخ گواہ ہے کہ پورے ملک کا کفرستان اسلامی تعلیمات کا گہوارہ بن گیا۔ ہر چہار جانب سے توحید و رسالت کی صدائیں سنائی دینے لگیں۔ ہر طرف سلسلہ مداریہ کے نمائیندوں نے کفر و شرک میں ڈوبے ہوئے قلوب میں مذہب اسلام کی روح پھونک دی۔ اس حقیقت کو آج بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے۔ چاہے وہ کولار یا کرناٹک کی دھرتی ہو یا سبزہ زار، مدھیہ پردیس کے پہاڑی علائق ہوں یا کشمیر کی خوبصورت وادیاں۔ گجرات کا شاداب علاقہ، آندھرا اور بنگال کی دھرتی۔ غرض ہندوستان بھر میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک یہ جو اسلام کی ضوفشانیاں نظر آ رہی ہیں یہ سلسلہ مداریہ کے ان اکابرین کی محنتوں کا ثمرہ ہیں۔ جنہوں نیسر بکف ہو کر اپنے آپ کو آزمائیشوں کی بھٹیوں میں جھونک دیا تھا۔

اس سلسلہ میں حضرت شاہ دانا مدماری رحمتہ اللہ علیہ کو روہیلکھنڈ کا علاقہ دیا گیا اور آپ کو بریلی میں قیام پذیر ہونے کا حکم اپنے شد برحق حضرت قطب المدارؒ سے ملا۔ آپ مستقل طور پر بریلی میں قیام فرما ہو گئے۔ آپ کی بزرگی اور تقویٰ و طہارت کی خبر سن کر مخلوق خدا آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگی۔ آپ جہاں تک ہو سکتا ہو ایک کی حاجت روائی فرمانے کی کوشش فرماتے۔ آپ کا حسن اخلاق دیکھ کر سیکڑوں لوگوں نے آپکے دست حق پرست پر اسلام قبول کر لیا اور بریلی کا خطہ تاجدار مدینہ کی محبتوں کا خزینہ بن گیا۔

وصال مبارک: شہر بریلی میں حضرت شاہ داناؒ نے مستقل سکونت اختیار کرکے اپنے روحانی پیشوا حضرت قطب المدارؒ کی حکم کی تعمیل وتکمیل فرمائی۔ آخر وہ وقت آ گیا جب ہزاروں لوگوں کو جہل و کفر کی تاریکیوں سے نکال کر علم و ہوش اور اسلام کی روشنی سے ہمکنار کرنے والا، لاکھوں قلوب میں مصطفیٰ جان رحمت کے عشق و محبت کے دیپ روشن کرنے والا ان حیات عارضی کی رنگینیوں سے منھ موڑکر حقیقی زندگی کی تلاش میں چل دیا۔

۷۳۱ھ کو اس عظیم ولی نے داعی اجل کو لبیک کیا۔ ہندوستان میں شاہان تغلق کی حکومت تھی۔ سلطان محمد تغلق اپنے والد غیاث الدین کی اچانک موت کے بعد ۷۲۵ھ مطابق ۱۳۵۲ء میں دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ اگرچہ اس کا ابتدائی دور حکومت ہی اچھا رہا اور اس نے بہت دنوں تک ہندوستان پر حکومت کی۔ محمد تغلق نے جب دہلی کو چھوڑ کر دکن کو اپنا دارالسلطنت بنا دیا تو رعایا کو شدید دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ جسکی وجہ سے اسکی حکومت میں جگہ جگہ بغاوتیں کھڑی ہوگئیں۔

تاریخ سلاطین شرقی اور صوفیائے جونپور میں ڈاکٹر اقبال تحریر فرماتے ہیں کہ اس دور میں بریلی اور اس کے اطراف و جوانب میں بھی حکومت کے خلاف جگہ جگہ۔ وتیں نظر آنے لگی تھیں اور تمام حصوں میں ایک عجیب ہیجان سا بپا تھا جسکی وجہ سے انسانوں کی زندگی محال ہوگئی تھی۔

حضرت سید جلال الدین عرف شاہ دانا مداری رحمت اللہ علیہ نے اپنے لاکھوں عقیدت مندوں کی آنکھوں میں آنسوں کا خزانہ چھوڑ کر اپنے پروردگار کے حکم کی تکمیل فرمائی۔ ان للہ وانا الیہ راجعون

کمزوروں کو طاقت اور مریضوں کو شفاء: ایک مثل بہت مشہور ہے کہ جو شخص پیاسا ہوتا ہے تو وہ کنویں کے پاس جاتا ہے اور جہاں صرف خشکی ہو وہاں۔ پیاس بجھانے کا ذریعہ تلاش کرنا صرف حماقت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ حضرت شاہ دانا مداریؒ جب تک دنیا میں حیات تھے تو مخلوق خدا کو فیضیاب فرمارہے تھے۔ آج دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی جب اپنی قبرگاہ میں آرام فرمایں تو لاکھوں حاجتمندوں کو زندگی کی حقیقی لطافتوں سے لطف اندوز ہونے کی دولت بانٹ رہے ہیں۔ روزآنہ آپکے آستانہ پر ہزاروں ضرورتمندوں کا میلہ لگا رہتا ہے۔ کمزورون انسان آپ کے آستانے پر حاضر ہوکر ذہنی وقلبی قوت و توانائی کا سرمایا حاصل کر رہے ہیں۔ ارادوں کے کمزور آپ کے آستانے سے یقین کی طاقت لیکر لوٹتے ہیں۔ جس کو دنیا کی کوئی طاقت مٹا نہیں سکتی ہے۔

خدا کا یہ محبوب بندہ جس کے آستانے سے فیض کے دریا جاری ہیں آج لاکھوں لوگوں کی روحانی پیشوائی فرمارہا ہے۔ عقیدت مندوں کی نگاہیں روزانہ اس بات کا مظاہرہ کرتی ہیں کہ آپ کے آستانے عالیہ پر ہزاروں لوگ بیماریاں لیکر حاضر ہوتے ہیں اور شفائے کاملہ حاصل کرکے واپس لوٹتے ہیں۔ جس کو زمانے بھرنے ٹھکرا دیا اور گردش حالات نے جس کو بے چین کر رکھا ہو اسکو آپ کے آستانہ پر قلبی تسکین حاصل ہوتی ہے۔ نہ جانے کتنے غمزدہ لوگ روزانہ خوشیوں کے خزانے لوٹ رہے ہیں۔

کرامات کا ظہور: کسی بھی ولی اللہ کی سب سے بڑی کرامت تو یہ ہے کہ اسکی زندگی کا ہر لمحہ شریعت مصطفیٰ کی پابندی اور ذکر خداوندی میں گذرتا ہے۔ جب کوئی بندہ اپنی زندگی کے شب وروز اپنے خالق کے ذکر میں گزارتا ہے تو رب کائنات اس کو اپنا محبوب بندہ بنالیتا ہے اور خدا کی مخلوق اس کی شان وعظمت پر اپنا سب کچھ قربان کردینے کیلئے تیار ہوجاتی ہے۔

ا: ایک شخص حضرت شاہ دانا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضور مجھ کو ایک جھوٹے مقدمہ میں ملوث کرایا گیا ہے۔ بخدا میں بے

گناہ ہوں اور اس مقدمہ کی کل تاریخ ہے جس میں مجھ کو سزا ہو جانے کا مکمل لا امکان ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے شخص اگر واقعی تو بے گناہ ہے تو خدا وند قدوس تیری مدد فرمائے گا۔ وہ شخص چلا گیا دوسرے دن جب وہی شخص عدالت میں حاضر کیا گیا تو منصف نے بغیر کچھ تامل کئے اس شخص کو باعزت بری کر دینے کا حکم دیا۔ وہ شخص خدا کا شکر ادا کرنے کے لئے وہیں سجدے میں گر گیا اور جب اس نے سجدے سے سر اٹھایا تو دیکھا کہ مجسٹریٹ کی کرسی پر جو جلوہ گر ہے وہ کوئی اور نہیں خود حضرت شاہ دانا صاحب ہیں۔ یہ دیکھ کر اس کے ہوش اڑ گئے۔

۲: ایک شخص حضرت شاہ مداری رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ پاک پر حاضر ہوا جس پر عجیب قسم کی جنونی کیفیت طاری تھی۔ اس شخص کے ہمراہ جو لوگ تھے انہوں نے بتایا کہ گذشتہ دس سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اس کی یہی کیفیت ہے۔ بس ہر وقت دیوانگی کے عالم میں رہتا ہے۔ خانقاہ عالیہ میں موجود کسی شخص نے مشورہ دیا کہ اس آدمی کو حضرت کے مزار کی مٹی کھلا دو۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور جیسے ہی وہ مٹی کھلائی گئی اس شخص کی جنونی کیفیت بالکل ختم ہوگئی اور بالکل ٹھیک ہو گیا۔ جس بیماری کو دنیا کے ڈاکٹر نہ ٹھیک کر پائیں اور ساری دوائیں فیل ہوگئیں اس کو چٹکی بھر مٹی نے ٹھیک کر دیا۔ حضرت شاہ دانا مداری رحمتہ اللہ علیہ کی کرامت کا بہت بڑا ذخیرہ تاریخ کی کتابوں سے لیکر مخلوق خدا کی زبان پر موجود ہے اور سب سے بڑی بات یہ جہاں پر روزانہ ہیکرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ اور جس در سے مریضوں کو شفائے کاملہ کی دولت مل رہی ہے اس کی عظمت س شان کو احاطہ تحریر میں لانا کسی قلم اور صاحب قلم کے بس کی بات نہیں۔ قارئین حضرات آج کے اس پر پیچ دور میں جہاں ایک طرف سائنس کی ترقیاں معراج کمال پر ہیں اور انسان کی زندگی ایٹمی طاقتوں کے آگے سرنگوں نظر آرہی ہے۔ مادی طاقتیں انسانیت کو سنگ ریزوں کی طرح پیس ڈالنا چاہتی رہیں۔ سہیں دوسری طرف اللہ والوں کی نگاہ کرم یہ نہ صرف ہماری محافظت ہی نہیں فرمارہی ہے۔ بلکہ ہم کو عزت وافتخار اور سربلندی کیساتھ ساتھ زندہ رہنے کا حوصلہ بھی عطا کررہی ہے آج جب کہ پوری انسانیت کو صرف بارود کے ڈھیر پر بیٹھا دیا گیا ہے اور ہاتھوں کی ادنا سی لغزش انسانیت کا قلعہ قمع کر دینے کے درپے ہے تو ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم خدا کے محبوب بندوں کے دامن سے لپیٹ کر شریعت مصطفٰی کی پابندیوں کے ساتھ زندگی گزارنے کا طریقہ اختیار کرلیں تو وہ دن دور نہیں ہے کہ اس دھرتی پر ایک بار پھر چاروں طرف اسلام کا پرچم لہراتا ہوا نظر آئیگا۔

آستانہ عالیہ پر ایک نظر

حضرت سید شاہ دانا ولی کا آستانہ شاک جہاں ایک طرف پریشاں حال اور وہ لوگوں کے لئے تسکین کا گھوارہ ہے سہیں دوسری طرف آستانہ عالیہ کی خوبصورت عمارت بھی اپنی الگ پہچان رکھتی ہے۔ سڑک پر ایک جانب مغرب کی طرف ایک بہت بڑا گیٹ بنا ہوا ہے جسکے بالائی حصہ پر بہت خوبصورت کنگورے ہیں۔ اس گیٹ کا نام بلند دروازہ ہے اور اسکو ۱۹۷۴ء میں بنوایا گیا تھا۔ اس بلند دروازے کے اوپر حصہ پر کچھ نقش ونگار ہے اور ساتھ میں یہ عبارت بھی تحریر ہے بلند دروازہ وقف مزار مقدس سید شاہ دانا ولی تعمیر گیٹ ۱۹۷۴ء اس گیٹ کی بلندی تقریباً ۲۶ فٹ اور چوڑائی تقریباً ۱۲ فٹ ہے مزار مقدس پر جانے میں سب سے پہلے اسی گیٹ سے ہوکر گزرنا پڑتا ہے۔ اس گیٹ سے دوسرے گیٹ تک دونوں جانب شیرینی ور پھول بیچنے والوں کی دکانیں ہیں۔ جو پھوں اور چادروں سے بجی رہتی ہیں اور زائرین نظر و نیاز کے لئے چادریں اور پھول خریدتے ہیں۔

خانقاہ عالیہ سے متصل ایک بڑا سا گیٹ اور ہے جسکی بلندی صرف ۱۵ فٹ ہے اس گیٹ پر بھی خوبصورت کنگوروں کو بھی بنایا گیا ہے اور قرآن کی آیات مقدسہ تحریر ہیں اندر کی جانب تقریباً ۲۰ فٹ چوڑی ایک چہاردیواری ہے جس پر ہر چہار جانب خوبصورت برامدہ ہے اور اسی چہاردیواری پر نہایت حسین و جمیل ایک بہت بڑا گنبد تعمیر کیا گیا ہے اس گنبد کی گولائی بھی ۲۰ فٹ سے زیادہ کے حلقہ میں ترتیب دی گئی ہے اس خوبصورت گنبد کی اور نچائی تقریباً ۳۰ فٹ سے زیادہ ہے جو دیکھنے والوں کو خانقاہ حضرت شاہ دانا ولی کی شوکت و عظمت اور رفعت و بلندی کا بہ بانگ دہل پیغام دیتی رہتی ہے۔

خانقاہ عالیہ کی اسی عمارت یعنی اسی اونچے گنبد کے زیرے سایہ ولایت کا آفتاب جلوہ فروشیاں بکھیر رہا ہے۔ گنبد کے نیچے پیتل کا ایک نہایت خوبصورت جھاڑ ہے جو شہر مرادآباد کے کاریگروں نے خصوصی طور پر اسی خانقاہ کے لئے تیار کیا ہے۔

شجرہ مرشدیہ کاملہ حضرت سید جلال الدین شاہ دانا ولی

چونکہ معتبر تاریخی حوالوں سائے یہی حاصل ہوا ہے کہ حضرت سید جلال الدین شاہ دانا بخاری حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ کے مرید و خلیفہ تو ہیں تو ضروری تھا کہ آپکا رشدی شجرہ بھی پیش کردیا جائے یہ شجرہ جن تاریخی حوالوں سے حاصل کیا گیا ہے ان پر دنیا کی کوئی تاریخ انگشت نمائی نہیں کرسکتی اس لئے کے سیکڑوں برس سے یہ شجرات خانوادہ مداریہ کے چشم و چرغ اور خانقاہ سید مدارالعالمین کے سجادہ نشین صوفی باصفا حکیم الحکیم حضرت علامہ سید محمد ظفر حبیب علیہ الرحمتہ الوالرضوان کے محفوان کے محفوظ جانہ میں موجود ہیں یہ شجرات آپ کو اپنے جد کریم حضرت سید ابو محمد ارغون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لیکر آج تک بڑی مضبوط سند کے ساتھ نسلاً بعد نسل ملے ہیں جو سیکڑوں برس سے آج تک اسی طرح محفوظ ہیں آپ تمام عمر خانقاہ مدارالعالمین رضی اللہ کے سجادہ نشین رہے ہنوز یہ سلسلہ اسی طرح آج بھی جاری ہے۔ آج آپ کے صاحب زادے حضرت مولانا حکیم سید مجیب الباقی جعفری ارغونی مداری خانقاہ سید مدارالعالمین رضی اللہ عنہ مکن پور شریف کے سجادہ نشین ہیں

شجرہ عالیہ اس طرح سے ہے

شجرہ طیفوریہ مداریہ

سرور کونین رحمت العلمین جناب محمد مصطفیٰ ﷺ

خلیفۃ المسلمین حضور مولائے کائنات علی ابن ابی طالب رضی اللہ

امام المسلمین خواجہ خواجگاں حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ

امام الزاہدین حضرت خواجہ جیب عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سلطان العارفین حضور بایزید پاک بسطامی عرف طیفور شامی رضی اللہ

شمس الافلاک شہنشاہ ولایت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ

عارف باللہ علی کامل سید جلال الدین عرف شاہ دانا ولی لمداری رضی

اسی جھاڑ کے نیچے تقریباً ساڑھے ۴ فٹ اونچی چہاردیواری میں کشور ولایت کا شہنشاہ آرام فرما رہا ہے۔ جس کے در دولت پر مانگنے والوں کا میلہ لگا رہتا ہے۔

خانقاہ عالیہ کے شمالی جانب ایک خوبصورت مسجد ہے کہتے ہیں کہ یہ قدیم مسجد حضرت شاہ دانا کی وفات کے بعد تعمیر ہوئی ہے۔ جنوبی حصہ میں بہادر خاں پکھراج نے ایک نیا مہمان خانہ تعمیر کروایا ہے۔

آستانہ عالیہ کے مغربی حصہ میں ایک خوبصورت گیٹ بنا ہوا ہے۔ جس کے باہر محلّہ شاہ دانا قدیم ہے۔ آبادی اس گیٹ کو تقریباً دس ۱۰ برس پہلے ہی جدید طور پر تعمیر کروا گیا ہے۔ خانقاہ پر حاضری دینے والے لوگ مغربی گیٹ سے بھی آستانہ پاک پر حاضری دیتے ہیں غرض کے اللہ کے اس مقدس بندے کی آرام گاہ سے جڑی ہر عمارت اپنے اندر ایک خصوصیت اور انوکھاپن رکھتی ہے۔ رب کائنات

حضرت شاہ دانا ولی مداری کے صدقہ میں تمام سنی مسلمانوں کے گناہوں کو معاف فرمائے اور اولیاء اللہ سے سچی محبتوں کا جزبہ عطا فرمائے (آمین) تمام شد۔

ایک اہم معلومات
گوشت خور پودے

یہ دنیا بھی ایک بہت بڑا عجائب گھر ہے یہاں طرح طرح کی چیزیں، قسم قسم کے پنکھ پکھیرو عجیب عجیب طرز کے جانور اور مختلف اقسام کے پیڑ پیدھے اور نہ معلوم کیا کیا اس عجائب خانہ میں بھرا پڑا ہے ہر شے کی زندگی کا ایک الگ نظام ہے اور ایک دوسرے سے بالکل مختلف، جاندار تو خیر الگ ہے، آپ کو یہ سنکر تعجب ہوگا کہ دنیا میں کچھ ایسے پیڑ پودھے بھی موجود ہیں جو کیڑے مکوڑے کھا کر اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ اس قسم کے پودھے سمندروں، پہاڑوں اور تالابوں میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔

''کھوج'' انسان کی فطرت میں داخل ہے، وہ چھپے ہوئے رازوں کو معلوم کرنے میں بڑا لطف محسوس کرتا ہے۔ اس نے جب اپنے اردگرد کی دنیا پر نظر ڈالی تو اس کو بڑی دلچسپ اور حیرت انگیز چیزیں نظر آئیں۔ پھر اس نے باقاعدہ فطرت کے بھید معلوم کرنے کے لئے کوشش شروع کر دیں اور آخرکار بہت سی ایسی چیزوں کا راز اس نے معلوم کر ہی لیا جو نہ جانے کب سے اس کے ذہن پر سوالیہ نشان کی طرح مسلط تھیں۔ چارلس ڈرابن نے اس قسم کے گوشت خور پودوں کے متعلق حیرت ناک معلومات فراہم کی ہیں اور INSECTIVE ROUS PLANTS نام کی ایک کتاب لکھی ہے۔ کیڑے مکوڑوں سے غذا حاصل کرنے والے پودے دنیا کے بہت سے حصوں میں پائے جاتے ہیں۔ لیجئے سب سے پہلے آپ اپنے ہی وطن ہندوستان میں پائے جانے والے ایک گوشت خور پودے سے ملئے۔

ا۔ نپنتھس NEPENTHES اس پودے کی دوسری قسمیں امریکہ، ملایا اور افریقہ وغیرہ میں بھی پائی جاتی ہیں۔ یہ جھوڑیوں میں دوسرے درختوں اور پودوں کا سہارا لے کر اوپر چڑھتے اور پھلتے پھولتے ہیں۔ اس کے تنے سے بڑے بڑے پتے لٹکتے رہتے ہیں۔ یہی پتے اکثر اوقات صراحی کی شکل میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ جیسا کی تصویر میں دکھایا گیا ہے۔ انہیں ہم اس کا پھول کہہ سکتے ہیں۔ یہ پھول جو صراحی کی شکل میں ہوتے ہیں زیادہ سے زیادہ اتنے بڑے ہوتے ہیں کہ ان میں دو گلاس پانی بخوبی آسکتا ہے اور کم سے کم اتنے چھوٹے کہ چند قطروں کی گنجائش بھی مشکل ہی سے نکلتی ہے۔ ان پھولوں پر ایک نازک سا ڈھکن بھی موجود ہوتا ہے جس کی وجہ سے اندر بارش کا پانی نہیں پہونچتا۔ کیونکہ اس میں ایک زہر ملا شیرہ بھرا رہتا ہے۔ اگر پانی اندر چلا جائے تو اس کا زہریلا پن ختم ہو جائے گا۔ اس کے منہ پر ایک طرح کا میٹھا میٹھا رس بھی لگا رہتا ہے۔ جس سے بھینی بھینی خوشبو نکلتی رہتی ہے۔ اس خوشبو کی کشش سے کیڑے مکوڑے بہت شوق سے اس پر آکر بیٹھتے ہیں، اور فوراً ہی اندر کی طرف پھسل جاتے ہیں، چونکہ اس کی اندرونی دیواریں بالکل سیدھی نہیں ہویں بلکہ ان کی سطح خاصی ڈھلوان اور بال دار ہوتی ہے۔ اس لئے ''شکار'' کو ایک بار اندر گرنے کے بعد ذرا بھی سنبھلنے کا موقع نہیں ملتا اور وہ اندر بھرے ہوئے زہریلے شیرے کے اثر سے تھوڑی ہی دیر میں اپنی جان عزیز کھو بیٹھتا ہے۔

کونڈوں کے تعلق سے ایک اہم نظریاتی خاکہ

مولانا سید ازبر علی مداری

آج ملت اسلامیہ میں نئے اختلافی مسائل پیدا کر کے کاروباری علماء نے اہلسنت کو سیدھے راستے سے ہٹا کر اپنے مسلک ومشرب طرق واطوار کے سلاسل کا پابند کرنے کےلئے نئی نئی تاویلوں کے خرمن تعمیر کر لئے ہیں۔

بالخصوص حضرات اہل بیت علیہم السلام سے منسوب و مربوط القاب وتقاریب کا گلا گھوٹنے کے لئے خون آشام خنجر آستینوں میں چھپے ہیں اور جب جہاں موقع لگا ایک ایک حسین گلے پر فتوے کا خنجر پیوست کر دیا۔

(مثال کے طور پر حضرات ائمہ اہل بیت کے لئے علیہ السلام کا استعمال حرام ہے)

تعزیہ داری حرام ہے

علم مھندی جلوس حسینی حرام

تعزیہ حیدری لگانا شیعت

مولی علی سے محبت کرنا رفض۔

جشن عیدمیلادالنبی ﷺ میں ذکر شہادت حسین کرنا ناجائز۔ مولی علی کرم اللہ وجہ الکریم سید نا ن اسی طرح سے ۲۲ر رجب کونڈ رونیاز امام صادق پر بھی فتوی کہ یہ اہل تشیع کا شعار ہے۔

لہذا سنی مسلمانوں کو اس سے اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ شیعوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر بطور طرا و مسرت رائج کیا ہے جبکہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی شہادت ۱۵ر رجب ہے تو ۲۲ کو کونڈے کیسے؟

بعض کا کہنا ہے کہ یہ ۱۵۰ سال پرانی ایجاد ہے

اس سلسلے میں سب سے پہلے تاریخی حقائق وشواہد کی روشنی میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر اختلافی نظریات قارئین کی پیش خدمت ہیں۔ تاکہ پہلی غلط فہمی کا ازالہ ہو سکے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وصال ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے چنانچہ حضرت علامہ سعد بن ابراہیم کے نزدیک تاریخ وصال یکم رجب المرجب ہے۔

علامہ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ ۸ر رجب تاریخ وفات ہے بحوالہ البدایہ والنھایہ علامہ ابن کثیر ۱۵ر رجب المرجب تاریخ وصال ہے علامہ ابن جوزی تلقیح فہول اہل الاثر

علامہ ابن حجر وابن عبد البر نے فرمایا کہ جب آپکی وفات ہوئی تو رجب کی چار راتیں باقی تھیں۔ یعنی ۲۵/۲۶ رجب کو وفات ہوئی بحوالہ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب وتھذیب التھذیب

علامہ طبری نے تین اقوال نقل کے لئے ہیں ۱۔یکم رجب ۲۔۱۵ رجب ۳۔ وفات کے وقت رجب کی اٹھ راتیں باقی تھیں بحوالہ تاریخ الامم والملوک جریر طبری

اس حوالہ میں اگر مہینہ انتیس کا تھا تو ۲۱ رجب وفات کی تاریخ ہوئی اور اگر ۳۰ کا مہینہ تھا تو ۲۲ر رجب وفات کی تاریخ ہوئی۔

اب جبکہ معتبر تواریخ وسیر کے بیانات سے واضح ہو گیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی تاریخ وفات ۲۲ رجب علمائے اہل سنت کے نزدیک متعین نہیں ہے۔ نہ جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات سن ۶۰ سے لیکر سن ۱۴۴۲ ہجری تک یعنی تقریبا ۱۳۸۰ سال تک کہیں

اس ۲۲ رجب کو عرس نذر و نیاز یا انکی وفات کا دھوم دھڑاکہ اہل سنت کے یہاں بالخصوص نہیں ملا

پھر ۲۲ رجب کو انکی وفات کی خوشی منانے کا الزام ہمارے سر کیوں؟

ہاں اگر شیعوں میں یہی وجہ ہو تو ہم سے شیعوں سے کیا مطلب کہ ہم نے اپنے بزرگوں سے یہ سنا ہے کہ اس ۲۲ رجب کی تاریخ میں حضور امام جعفر رضی اللہ عنہ کو امامت و قطبیت کے منصب پر فائز کیا گیا۔ اس عظیم نعمت کے حصول کی خوشی مُں امام پاک شیرینی تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ بعد کے زمانے میں وہ کونڈوں کی نیاز کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ طریقہ اہل سنت کے مطابق اس نیاز میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔ سنی مسلمان بائیس رجب المرجب کو طریقہ شرعیہ کے مطابق نذ و نیاز کا اہتمام کریں۔ یہ کہنا کہ ۱۵ سال پرانی ایجاد ہے تو میں گوش گزار کئے دیتا ہوں کہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق اہل سنت سے وابسطہ تقاریب و ایام جیسے ۲۲ رجب کے کونڈوں کی فاتحہ قدیم زمانے سے چلی آ رہی ہے۔ جو ہندوستان کی ایجادیں نہیں ہیں۔ (تحفہ اثنا عشریہ)

مفتئی اعظم پاکستان علامہ و مولانا مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ بانی وشیخ الحدیث احسان البرکات حیدراباد فرماتے ہیں ماشاءاللہ

اس ماہ رجب میں حضرت جلال بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور بعض جگہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ کو ایصال ثواب کے لئے کھیر پوری پکا کر کونڈے بھرے جاتے ہیں اور فاتحہ (نذر نیاز) دلا کر لوگوں کو کھلاتے ہیں یہ بھی جائز ہے۔

(سنی بہشتی زیور۔ کامل ر ۱۸ ۴)

اب ان دلائل کی روشنی میں بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ ۲۲ رجب کو اہل سنت کے معمولات میں نذی نیاز کونڈے شریف شامل ہیں لہذا اس تقریب کونڈے کو شرعی طریقہ پر منانا جائز ہے۔

واللہ اعلم بالصواب سیداز ہر علی مداری مکن پور شریف

منقبت مدار العالمین رضی اللہ تعالی عنہ

علامہ ادیب مکن پوری رحمتہ اللہ علیہ

تری رفعتوں پہ نظر کرے جسی آگہی کی تلاش ہے
وہ تیری حیات سے درس لے جسے زندگی کی تلاش ہے

تو اسیر غم میرے پاس آ تجھے میں بتاتا ہوں راستہ
نہ در مدار سے ہو جدا جو در نبی کی تلاش ہے

جو تجلیات کی ہے امیں بخدا یہی سجدہ سر زمیں
وہ یہیں سے کسب ضیا کرے جسے روشنی کی تلاش ہے

جو عطا کرے تیری آرزو اسی سوز و لگی ہو جستجو
جو تری طلب میں نصیب ہو اسی بے کلی کی تلاش ہے

وہ جنوں پیات شعور ہی جو تیری طرف سے ہو رحمت
جو تری نظر کو پسند ہو اسی بے خودی کی تلاش ہے

یہ ادیبؔ رشتہ خاص ہے میرے غم سے انکی نگاہ کا
مجھے اک کریم کی جستجو اسے اک دکھی کی تلاش ہے

تم سبھی کچھ ہو بتاؤ کہ مسلمان بھی ہو

ازقلم مفتی الشاہ غلام مصباحی وقاری

آج مسلمان عالم کا جو حال ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ بیان کرنے میں شرم آتی ہے۔ عالمی سطح پر ہماری تباہی بربادی کا جو برا حال ہے۔ خدا نہ کرے کہ کبھی ایسا وقت آئے۔ اغیار کو کچھ کہنے سے بہتر ہے کہ ہم اپنی خامیوں پر بھی ایک نظر ڈالیں۔ ارباب علم وفکر زمام حکومت اپنے ہاتھ میں رکھنے والے اہل سیاست توجہ فرمائیں۔ بنیادی طریقہ پر ہم اہل اسلام کس مقام پر چوک کر رہے ہیں۔ ہماری کہاں خطاء ہو رہی ہے۔ تھوڑی سی توجہ دینے سے ہی یہ امید ہے کہ پتہ چل جائیگا۔ اسلام اور مسلمانوں کا یہ نقصان عظیم حرف اور حرف آپسی فرقہ پرستی فرقہ واریت کے بدلہ میں ہو رہا ہے۔ فرقہ کے نام پر ہم سخت سے سخت تر ہوتے گئے اور دشمنان اسلام کو خوبصورت موقع ملتا گیا۔ جب دشمن ہمیں اسلام اور مسلمان کے نام پر مٹانے پر اپنی ساری قوت صرف کر رہا ہے۔ تو ہمیں بھی صرف اسلام و مسلمان کے نام پر ایک ساتھ رہنا چاہئے۔ اجتماعی طاقت سے دشمن کو جواب دینے میں اپنی کامیابی وسربلندی ہوگی۔ آج پوری دنیا نے اسلام کو صرف اور صرف امت نبوی اور مسلمان ہی سے اپنی شناخت کرانے کی ضرورت ہے۔ اپنی سیرت اور اپنی صعرت سے ہم خود کو مسلمان ثابت کریں۔ اپنی زندگی گزارنے میں ہم کو اپنی اسلامی زندگی فراموش نہیں کرنی چاہئے۔ پیارے آقا تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی آپ کی اسوۂ حسنہ کو زندگی کے ہر گوشہ میں زم اور ضروری بکھنے بلکہ خود مسلمان کہلانے کا حق نہیں ہوا۔ ہم اپنے نبی صلی اللہ علی ہوسلم کی مقدس سیرت پر چلنے کے بعد ہی دنیا کی سب سے بہترین مذہب قوم کہلائے۔ دنیا کی ہر قوم کا اعتبار واعتماد مسلمانوں پر ہو گیا۔ ہم دنیا کی ہر قوم وملت کے دل میں اتر گئے۔ مسلمان کو دنیا امین صادق امانت دار سمجھنے لگی۔ صرف اور صرف یہ تمام مسلمان کو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس سیرت پر عمل کرنے کے بدلہ میں نصیب ہوا۔ مسلمانوں آج ہماری جو حالت اقوام عالم کی نظر میں ہے اور جس نظر سے ہم دنیا کی نظر میں دیکھے جاتے ہیں وہ سب پر روشن ہے۔ ہم دنیا کی نظریں قائن اور بدعہد وروح گو کذاب بھی دنیا کی اقوام میں ہمارا جتنا اونچا مقام تھا آج ہم اتنے ہی نیچے مقام پر شمار ہونے لگے۔ آج ہمارا اتنے یہ پست قوم میں شمار ہونے لگا۔ ہماری کوئی حیثیت نہ رہی وجہ کیا ہے کہ ہم ائی پستی وذلت میں کئے آگئے تو وہ بھی کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کا جواب شاعر مشرق علامہ اقبال نے بہت پہلے دے دیا ہے:

طریقہ مصطفیٰ کو چھوڑنا ہے وجہ بربادی
اسی سے قوم دنیا میں ہوئی بے اقتدا اپنی

طریق مصطفےٰ کا علم اور اس پر عمل ہماری کامیابی کا راستہ ہے اسی خیال سے میں بفیض احادیث مبارکہ نقل کر رہا ہوں تاکہ ہم جھوٹ غیبت نفع خوری بے حیائی وبدکاری سے اپنی زندگی کو داغدار نہ ہونے دیں۔ اسلامی اخوت آپس میں میل جول کی زندگی کو لازم سمجھیں۔ جھوٹ کی سزا غیبت کا انجام کیا ہوگا۔ حدیث مبارکہ کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔ ایک مسلمان کی زندگی کتنی پاکیزہ ہوتی ہے وہ بھی حدیث نبوی کو پڑھکر آپ سمجھ سکیں گے۔

تم سبھی کچھ ہو بتاؤ کہ مسلمان بھی ہو شاعر مشرق کا یہ شعر احساس دلاتا ہے آج ہم کو مسلمان بن جانے کی ضرورت ہے۔ ہم سب کچھ بن

جانے کے بعد ایک سچا مسلمان نہ بن سکے اپنے۔ آپنے آقا رسول صلیٰ اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے ہٹ گئے۔ اسی بات کا احساس دلانے کے لئے منتخب احادیث کریمہ پیش کر رہا ہوں۔

کئی اہم موضوع پر احادیث پیش کرنے کا مقصد بھی یہی ہے۔ آج مسلمان معاشرہ میں جو اہم خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ اس کی اصلاح کیسے ہو۔ اسکی اصلاح بہت ضروری ہے۔ امید کرتا ہوں ہماری یہ دعوت لوگوں کے حق میں موثر ثابت ہوگی۔

حدیث: ا۔ صحیح بخاری میں سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے لئے اس چیز کا ضامن ہو جائے جو اس کے جیڑوں کے درمیاں میں ہے۔ یعنی زبان کا اور اسی کا جو اس کے دونوں پاؤں کے درمیان میں ہے۔ اپنی شرمگاہ کا میں اس کیلئے جنت ضامن ہوں۔ یعنی زبان اور شرمگاہ کو ممنوعات سے بچانے پر جنت کا وعدہ ہے۔

امام احمد ترمذی و دارمی و بیہقی نے عبداللہ عمر رضی اللہ عنا ہے روایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چپ رہا اسے نجات ہے۔

ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا جو چیز انسان کو سب سے زیادہ جہنم میں پہونچانے والی ہے وہ جوف دار چیزیں ہیں۔ مونہہ اور شرمگاہ۔

صحیح بخاری و مسلم میں ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کو کافر کہہ کر بلائے یا دشمن خدا کہے اور وہ ایسا نہیں ہے تو اسی کہنے والے پر لوٹے گا۔

غیبت چغلی سے متعلق بھی احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام احمد و ابوذر نے ابو ہریرہ اسلمی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا، اے وہ لوگ جو زبان کہ ایمان لائے اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کی چھپی ہوئی باتوں کی ٹٹول نہ کرو۔ اس لئے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی چھپی ہوئی چیز کی ٹٹول کریگا اللہ تعالی اس کی پوشیدہ چیز کی ٹٹول کریگا اور جسکی اللہ ٹٹول کرے گا اس کو رسوا کردے گا اگر چہ وہ اپنے مکان کے اندر ہو۔

ابوداؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کی سب چیزیں مسلمان پر حرام ہیں۔ اس کا مال اور اس کی آبرو اور اس کا خون آدمی کو برائی سے اتنا بچانا کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔

شرح سنہ میں ابوداؤد رضی اللہ تعالی عنہ سے مروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان اپنے بھائی کی آبرو سے روکے یعنی کسی مسلمان کی آبروریزی ہوئی تھی۔ اس نے منع کیا تو اللہ تعالی پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کو جہنم کی آگ سے بچائے اور اس کے بعد اس کو تلاوت کی وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ مسلمانوں کی مدد کرنا ہم پر حق ہے۔

ترمذی نے واثلہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے بھائی کو اس بات پر عار دلایا جس سے وہ توبہ کر چکا ہے تو مرنے سے پہلے وہ خود اس گناہ میں مبتلا ہو جائے گا۔

مثلہ فقیہ ابو نے فرمایا کہ غیبت چار قسم کی ہے۔ ایک کفر اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص غیبت کر رہا ہے اس سے کہا گیا کہ غیبت نہ کرو، کہنے لگا یہ غیبت نہیں میں سچا ہوں۔ اس شخص نے ایک حرام قطعی کو حلال بتایا۔ دوسری صورت نفاق ہے کہ ایک شخص کی برائی کرتا

ہےاور اس کا نام نہیں لیتا ہے۔ مگر جس کے سامنے برائی کرتا ہے وہ اس کو جانتا پہچانتا ہے۔ لہذا یہ غیبت کرتا ہے اور اپنے کو پرہیزگار ظاہر کرتا ہے۔ یہ ایک قسم کا نفاق ہے۔ تیسری صورت معصیت ہے وہ یہ کہ غیبت کرتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ یہ حرام کام ہے ایسا شخص توبہ کرے۔ چوتھی صورت مباح ہے۔ وہ یہ کہ فاسق معلن یا بدمذہب کی برائی بیان کرے بلکہ جب کہ لوگوں کو اس کے شر سے بچانا مقصود ہو تو ثواب ملنے کی امید ہے۔

بغض اور حسد کے بارے میں بھی فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرمائیں اور ضروری مسائل بھی جو حسد اور بغض کے متعلق ہیں تاکہ ہم اپنی پوی اصلاح کرسکیں۔

قرآن کریم میں حسد و بغض کی متعدد و مقامات پر ہے اور صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آپس میں نہ حسد کرو نہ بغض نہ کرو نہ پیٹھ پیچھے برائی کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو کر رہو اور ابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا! حسد نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے۔

بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے تو رب تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی جنبش کرنے لگتا ہے۔

مسائل فقہیہ: غیبت کے یہ معنی ہیں کہ کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو (جسکو دوسروں کو سامنے ظاہر ہونا پسند نہ کرتا ہو) اس کی برائی کرنے کے طور پر ذکر انا اور اگر اس میں وہ بات ہی نہ ہو تو یہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہے۔

مسئلہ ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور روزے رکھتا ہے۔ مگر اپنی زبان اور ہاتھ سے دوسرے بھائی کو ضرر پہنچا تا ہے۔ اس کی اس اندازرسانی کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا غیبت نہیں کیونکہ اس ذکر کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس کی اس حرکت سے واقف ہو جائیں اور اس سے بچتے رہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی نماز اور روزہ سے دھوکا کھا جائیں اور معصیت میں مبتلا ہو جائیں۔ حدیث میں ارشاد فرمایا کہ کیا تم فاجر کے ذکر سے ڈرتے ہو جو خرابی کی بات اس میں ہے بیان کرو تاکہ لوگ اس سے بچیں اور پرہیز کریں۔

امام احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ہفتہ میں دو بار دوشنبہ اور پنجشنبہ کو لوگوں کے اعمال نامے پیش کئے جاتے ہیں۔ ہر بندے کی مغفرت ہوتی ہے۔ مگر وہ شخص کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیاں عداوت ہو ان کے متعلق رب یہ فرماتا ہے انہیں چھوڑ دو اس وقت تک کہ باز نہ آجائیں۔

مسئلہ: حسد حرام ہے حدیث میں اس کی بہت مذمت وارد ہوئی۔ حسد کے یہ معنی ہے کہ کسی شخص میں خوبی دیکھی اس کو اچھی حالت میں پایا۔ اس کے دل میں یہ آرزو ہے کہ یہ نعمت اس سے جاتی رہے اور مجھے مل جائے اور اگر یہی تمنا ہے کہ میں بھی ایسا ہو جاؤں۔ مجھے بھی وہ نعمت مل جائے۔ یہ حسد نہیں اس کو غبطہ کہتے ہیں۔ جسکو لوگ رشک سے تعبیر کرتے ہیں۔

ہماری زندگی میں ہمیں کبھی غصہ بھی آتا ہے۔ غصہ کے بارے میں فرمان رسالت ملاحظہ فرمائیں۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے وصیت کیجئے فرمایا غصہ نہ کرو۔ اس نے بار بار یہی سوال کیا جواب ملا غصہ نہ کرو۔

ابو داؤد کی روایت ہے کہ غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان

آگ سے پیدا ہوا ہے اور پانی ہی سے بجھائی جاتی ہے۔ لہذا جس کو غصہ آئے تو وہ وضو کرے۔

اپنے بھائیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہئے اور مخلوق خدا پر مہربانی کرنی چاہئے۔ اس عنوان پر احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں!

امام بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا تمام مخلوق اللہ تعالی کی عیاں ہے اور اللہ تعالی کے نزدیک سب ہیں۔ پیارہ وہ ہے جو اس کی عیاں کے ساتھ احسان کرے۔

ترمذی نے ابوداؤد رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا جہاں کہیں رہو خدا سے ڈرتے رہو اور برائی ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کرو یہ نیکی اسے مٹادی گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔

صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا وہ جنت میں نہیں جائیگا جس کا پڑوسی اس کی آفتوں سے امن میں نہیں ہے۔ ایمان میں زیادہ کامل وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں۔ (ابوداؤد)

بڑوں کے پاس بیٹھا کرو اور علماء سے باتیں پوچھا کرو اور علماء سے میل جول رکھو (حدیث پاک)

حاکم نے مستدرک میں عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی تعالی علیہ وسلم نے فرمایا جسکو یہ پسند ہو کہ عمر میں درازی ہو اور رزق میں وسعت ہو اور بری موت دفع ہو وہ اللہ تعالی سے ڈرتا رہے وہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا رشتہ کاٹنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

(بخاری شریف)

دوست سے تھوڑی دوستی کر عجب نہیں کہ کسی دن وہ تیرا دشمن ہو جائے اور دشمن سے تھوڑی دشمنی کہ وہ کسی دن تیرا دوست ہو جائے۔

(حدیث شریف)

نعت پاک سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم

مفتی سید محمد انتخاب قدیری رحمۃ اللہ علیہ

وصف بھی مہکتے ہیں ذات بھی مہکتی ہے
جس گلی سے وہ گزرے وہ گلی مہکتی ہے
شاہ کے پسینے کو آب نور کہتے ہیں
بوند اس پسینے کی عطر سی مہکتی ہے
فاطمی گلوں کو خود مصطفیٰ نے سونگھا ہے
مصطفیٰ مہکتے تھے آل بھی مہکتی ہے
مصطفیٰ کی باتیں بھی جن کے دل میں اتری ہیں
ان کے دل کی دنیا تو آج بھی مہکتی ہے
اس مہک کا کیا کہنا سب کو جس نے مہکایا
زندگی مہکتی ہے بندگی مہکتی ہے
جسم بھی مہک والا روح بھی مہک والی
جسم بھی مہکتا ہے روح بھی مہکتی ہے
انتخاب آئی ہے جو مہک مدینے سے
اس مہک سے یہ تیری شاعری مہکتی ہے

شعبان المعظم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مہینہ ہے

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہم پر یہ احسان کیا کہ ہم کو اشرف المخلوقات بنایا اور تمام مخلوقات کی افضلیت کا تاج ہمارے سر پر رکھا۔ اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اپنے محبوب عالمؐ کی امت میں شامل کر کے ہم پر مزید احسان کیا اور بڑی بڑی نعمتوں سے بھی اس امت کو نوازا جو دوسری امتوں کو نصیب نہیں ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے محبوبؐ کی برکت سے اس امت پر احسان فرمایا ہے وہیں شعبان کا مہینہ اور خاص کر اس ماہ کی پندرہویں شب بھی امت محمدیہ کے لئے رحمت ومغفرت اور بخشش کا سامان بنا کر بھیجی ہے۔ یوں تو سارا سال ہی چلتا ہے مگر کچھ خاص دن کچھ خاص رات اور خاص مہینے ہم گناہ گاروں کے لئے متعین کر دئے ہیں۔ تا کہ یہ گناہ گار لوگ جو اللہ کے محبوب کے امتی ہیں وہ اس سیزن کے دنوں میں اپنے تمام تر گناہوں سے پاک ہو جائیں اور اللہ کے حضور میں اپنے ندامت کے آنسوؤں سے اس کی رحمت کے بے شمار خزانے لوٹیں۔

''خدا کی بہترین تخلیقات اور بزرگ مہینے''

ارشاد ربانی وربك مايشاء وبختار

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ جس شے کو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جس شے کو چاہتا ہے برگزیدہ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بے شمار چیزیں پیدا کی ہیں۔ لیکن ان میں چار چیزیں خاص اپنے لئے منتخب فرمائی ہیں۔ (۱) سب فرشتوں میں سے چار مقرب فرشتوں کو بزرگ کیا یعنی جبرائیل، اسرائیل، میکائیل اور عزرائیل۔ پھر اس میں سے حضرت جبرائیل کو منتخب فرمالیا۔ نبیوں میں سے حضرت داؤدؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور محمدؐ کو ان میں سے منتخب فرمالیا۔ صحابہ میں سے خلفاء راشدین کو چن لیا۔ پھر ان میں سے حضرت ابوبکرؓ کو برگزیدہ کر لیا۔ مسجدوں میں مسجد حرام، مسجد اقصیٰ، مسجد مدینہ اور مسجد طور سینا کو چنا گیا پھر ان میں سے مسجد حرام کو برگزیدہ کیا گیا۔ دنوں میں سے سب سے بہتر عیدین، عاشورہ عرفہ کو چنا اور عرفہ کو دوسرے دنوں پر ترجیح دی گئی۔ راتوں میں شب برات، شب قدر پسند فرمائیں اور ان میں سے شب قدر کو سب پر فضیلت عطا کی۔ مہینوں میں رجب، شعبان اور محرم کو بزرگی دی۔ پھر ان میں سے شعبان کو دوسرے مہینوں پر ترجیح دی۔ اسے پیغمبرؐ کا مہینہ قرار دیا۔ جس طرح آنحضرتؐ سب پیغمبروں سے افضل اور برتر ہیں اسی طرح یہ مہینہ بھی دوسرے مہینوں سے افضل ہے۔

''حدیث''

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ نے فرمایا ''شعبان میرا مہینہ ہے'' رجب اللہ کا مہینہ ہے۔ رمضان میری امت کا مہینہ ہے اور شعبان گناہوں سے دور کرنے والا ہے۔ رمضان کا مہینہ آدمی کو پاک وصاف کرتا ہے۔ (گناہوں سے)

انس بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رجب دوسرے مہینوں پر وہی بزرگی رکھتا ہے۔ جو قرآن مجید کو دوسری تمام کتابوں پر حاصل ہے۔ اسی طرح شعبان کی بزرگی دوسرے مہینوں پر اسی طرح ہے جس طرح مجھے تمام نبیوں پر بزرگی دی گئی ہے۔ رمضان کی بزرگی باقی مہینوں پر ایسی ہے جیسے ساری مخلوقات پر اللہ تعالیٰ کی بزرگی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شعبان،

رجب اور رمضان کے درمیان ایک ایسا مہینہ ہے جس کی بزرگی کا لوگوں کو علم نہیں۔ اس مہینہ میں لوگوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچائے جاتے ہیں۔ لہٰذا میری خواہش ہے کہ جب میرے اعمال لے جائے جائیں تو اس وقت میں روزہ سے ہوں۔ (غنیۃ الطالبین)

ان تمام احادیث سے شعبان کی فضیلت واہمیت ثابت ہوتی ہے اور ان کے علاوہ بہت سی حدیث فضائل شعبان کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ کسی میں شعبان کو گناہوں سے دور کرنے والا بتلایا تو کسی میں شعبان کو پیغمبر کا مہینہ قرار دے کر تمام مہینوں سے افضلیت کا تاج پہنایا تو کسی میں بتلایا کہ ماہ شعبان معافی اور بخشش کا مہینہ ہے۔ بعض میں شعبان کو رمضانی تیاری کا مہینہ بھی بتایا۔ بہتر ہے کہ اس مہینہ میں اپنے مال کی زکوۃ نکالنا شروع کر دیا جائے تا کہ غریب و مساکین بھی رمضان کا بندوبست ابھی سے کر لیں اور قرض والے کے قرض دے دئے جائیں اور تمام لوگوں کے معاملات صاف کر لئے جائیں تا کہ رمضان کا مہینہ آتے ہی پوری طرح مشغول و منہمک ہو جاؤ اور صرف رضائے الٰہی کی طرف ذہن ملتفت ہو۔ درمیان شعبان میں خاص کر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور گناہ گاروں کے دروازے پر دستک دیتی ہے۔

''حدیث''

چنانچہ سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ شعبان کی پندرہویں شب کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو (پندرہویں تاریخ دن کا اللہ تعالیٰ پندرہویں شب کو غروب آفتاب کے بعد آسمان دنیا کی طرف تمام رحمتوں کو متوجہ فرما کر یہ آواز دیتا ہے کہ کوئی معافی چاہنے والا ہے۔ جو مجھ سے معافی مانگے اور میں اس کو معاف کردو۔ کوئی روزی چاہنے والا ہے کہ میں اس کی روزی میں توسیع کردوں، کوئی مصیبت زدہ ہے کہ جو مجھ سے مصیبت دور کرنے کے لئے کہے اور میں اس کی مصیبت دور کردوں۔ اسی طرح صبح صادق تک آوازیں دیتا ہے۔ (ابن ماجہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بذات خود آواز دے رہا ہے کہ ہے کوئی گنہگار، ہے کوئی مصیبت زدہ، ہے کوئی سیاہ کار ہے کوئی مفلس و نادار، دوڑتے ہوئے آؤ، آج میری رحمت گناہ گاروں کو بلا رہی ہے۔ میری رحمت گناہ گاروں کے در پر دستک دے رہی ہے۔ جو چیز مانگنے آؤ گے وہی عطا کی جائے گی وغیرہ۔

کس چیز کی کمی ہے مولا تری گلی میں
دنیا تیری گلی میں عقبیٰ تیری گلی میں

شعبان کی قدر و قیمت

ہر عاقل بالغ مرد، عورت پر لازم ہے کہ اس ماہ میں ذرہ برابر بھی سستی غفلت نہ برتے اور ماہ رمضان کے استقبال کے لئے اس ماہ میں تیاری کرے۔ اپنے گناہوں سے توبہ کر لیں اور جو اعمال ان سے رہ گئے ہیں ان کو پورا کر لے میں اپنی غلطی کا زبان سے اقرار کریں۔ ماہ شعبان میں اللہ کے حضور میں عاجزی وزاری کریں۔ سچے دل سے اس کی طرف رجوع کریں۔ تا کہ اس کا دل صاف ہو سکے اور باطن کے امراض کے لئے دوا کا کام انجام دے۔

شب برات کی فضیلت و برکت

ارشاد ربانی ''حم والکتب المبین انا کنا منذرین (ترجمہ) روشن کتاب (قرآن) کی قسم میں نے یہ کتاب برکت والی رات میں نازل فرمائی۔ ہم ڈرانے والے ہیں۔ اس رات میں ایک مضبوط کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں حم سے مراد وہ چیزیں ہیں۔ جن کا قیامت تک رہنا مقرر ہو چکا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے روشن کتاب (قرآن) کی قسم کھائی اور فرمایا ہم نے اسے مبارک رات میں نازل فرمایا۔ یہ مبارک رات ماہ شعبان کے وسط میں ہے۔

اور وہ شب برات ہے۔ اکثر مفسرین کی یہی رائے ہے۔ عکرمہ بن عباس نے اللہ تعالیٰ کے قول فیھا یفرق کل امر حکیم کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس آیت میں جس رات کا ذکر آیا ہے وہ شعبان کی درمیانی رات ہے۔ اس رات کو اللہ تعالیٰ تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے۔ مرنے والے زندہ رہنے والوں سے الگ کر دئے جاتے ہیں۔ جو لوگ حج بیت اللہ کرنے والے ہوتے ہیں ان کے نام بھی الگ کر دئے جاتے ہیں۔ ان میں ذرا کمی بیشی نہیں ہوتی۔ حکیم ابن کیسان کا کہنا ہے کہ شعبان کی درمیانی رات میں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر نگاہ کرتا ہے اور اس رات میں جسے پاک کرتا ہے وہ اگلے سال کی اسی رات کے آنے تک اسی طرح پاک رہتا ہے۔

نعت پاک

مولانا سید مصباح المراد مصباحؔ مکن پوری

ایک بھکاری بن کے آیا چاند بھی طیبہ میں ہے
جانے کتنی ضوفشانی گنبد خضریٰ میں ہے
مل رہا آنکھیں ہے تلووں سے رسول پاک کے
کس قدر رتبہ شناسی طائر سدرہ میں ہے
نعت پاک مصطفیٰ سے بیر ناداں دیکھ تو
نعت پاک مصطفیٰ یٰسین میں طٰہٰ میں ہے
مضطرب ہیں کیوں یہ موجیں ماہی بے آب سی
فرقت طیبہ کا غم شاید دل دریا میں ہے
آمنہ کی گود میں ہیں رحمۃ للعالمین
شور بر پا آج ظلم و جبر کی دنیا میں ہے
کہتی ہے مصباحؔ سے بکھری ہوئی یہ کہکشاں
دیکھ تو کتنی چمک آقائے نقش پا میں ہے

ضروریات وضو

فرض چار ہیں

۱۔ تمام منھ دھونا۔ ۲۔ دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھونا
۳۔ چوتھائی سر کا مسح کرنا ۴۔ دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھونا (کہیں بال برابر بھی خشک نہ رہے)

سنت گیارہ ہیں

۱۔ نیت ۲۔ بسم اللہ پڑھنا (بعضوں کے نزدیک وضو میں بسم اللہ شریف پڑھنا واجب ہے) ۳۔ دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھونا ۴۔ کلی کرنا ۵۔ مسواک کرنا ۶۔ ناک میں پانی ڈالنا ۷۔ تمام سر کا اور کانوں کا مسح کرنا ۸۔ داڑھی اور انگلیوں کا خلال کرنا
۹۔ ترتیب (یعنی جو عضو پہلے دھوتے ہیں اس پیچھے نہ دھوئے)
۱۰۔ تین تین بار ایک عضو دھونا ۱۱۔ پے در پے عضو دھونا (پہلا عضو خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرا عضو دھونا)

مستحب تین ہیں

۱۔ گردن کا مسح کرنا (دونوں ہاتھوں کو اس طرح سر پر رکھے کہ انگوٹھا اور کلمہ کی انگلی الگ رہے) پھر گردن تک ہاتھ لے جائے اور مسح گردن کا بھی کر کے دونوں ہاتھ پیشانی تک اس طرح واپس لائے کہ انگوٹھے اور کلمہ کی انگلیاں سر میں لگیں اور باقی ہاتھ علیحدہ رہے اور کف دست اوپر رہے۔ بعد ازاں کان کا مسح کرے۔ اس طرح کہ کلمہ کی انگلی کان کے اندر انگوٹھا باہر رہے۔
۲۔ وضو میں کلمہ شہادت اور درود شریف پڑھنا
۳۔ داہنے طرف سے شروع کرنا

مکروہ پانچ ہیں۔

۱۔ دنیا کی باتیں کرنا۔ ۲۔ داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا
۳۔ نجس جگہ پر وضو کرنا ۴۔ خلاف سنت وضو کرنا۔ پانی زیادہ صرف کرنا

خرقۂ اجازت اور سلسلۂ مداریہ

عرب و عجم میں جن سلاسل طریقت سے استفاضہ جاری ہے،انھیں میں ایک سلسلۂ عالیہ مداریہ بھی ہے،یہ ایسا عظیم المرتبت سلسلہ ہے،جس کی نسبتوں سے ہر کہ و مہ بہرہ مند ہے،بزرگان دین دیگر سلاسل کے ساتھ ساتھ سلسلۂ مداریہ سے انسلاک و ارتباط بھی باعث سعادت سمجھتے تھے،اس سلسلے سے فیضیاب ہونے والوں کی ایک غیر معمولی تعداد ہے،چنانچہ شیخ میر علی شیر قانع تتوی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۲۰۳ھ اپنی کتاب معیار سالکان طریقت میں رقمطراز ہیں:

``قطب العالم بدیع الدین عرف شاہ مدار،قطب مدار،آسمان ولایت سپہ سالار بدیع دین رسول مختار علیہ الصلاۃ و السلام،طریقتش بواسطہ طیفور شامی بخواجہ عبد اللہ سید مکی علمدار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم می رسد،از خواجہ عبد اللہ ہمیں پشت است و بس۔آں قطب مدار آسمان ولایت طریقہ خاصے داشتہ،مستفیدان آں طریقہ لاتعد و لا تحصیٰ۔``

ترجمہ:قطب عالم بدیع الدین معروف بہ شاہ مدار،قطب مدار،آسمان ولایت،سپہ سالار بدیع دینِ رسولِ مختار علیہ الصلاۃ و السلام۔آپ کا سلسلۂ طریقت طیفور شامی کے ذریعے خواجہ عبد اللہ سے ملتا ہے،جو رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مکی علمدار تھے،خواجہ عبد اللہ کی آپ آخری پشت ہیں،آپ آسمان ولایت کے قطب المدار ایک مخصوص طریقہ رکھتے تھے،اس طریقے سے مستفید اورفیضیاب ہونے والوں کی تعداد انگنت ہے۔ (معیار سالکان طریقت،ص:۴۹۳،مطبوعہ ادارہ معارف نوشاہیہ کراچی)

اُس اقتباس سے واضح طور پہ ثابت ہوا کہ سلسلۂ بدیعیہ مداریہ نہایت پر فیض طریقہ ہے،جس سے بہرہ مند ہونے والوں کی ایک طویل فہرست ہے۔"

یہ بات بھی دو دو چار کی طرح حق ہے کہ علما و صوفیا کے ایک بڑے طبقے نے سلسلۂ مداریہ سے فقط اس لیے اخذ و ارتباط کیا کہ یہ سلسلہ دیگر سلاسل کی بنسبت حضور علیہ الصلاۃ و السلام سے قریب تر ہے،چنانچہ شیخ محمد صادق ہمدانی کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب "کلمات الصادقین "میں تحریر فرماتے ہیں:

''صحیح تحقیق یہ ہے کہ شاہ بدیع الدین شیخ محمد طیفور شامی کے مرید تھے،اور وہ شیخ محمد یمین الدین کے مرید تھے،جو امام علمدار کے خاص خلیفہ تھے،یہ سلسلہ بہت ہی کم واسطوں کے باعث تمام سلاسل کی بنسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہے''

(کلمات الصادقین مترجم،ص:۵۶،مطبوعہ ادارۂ نشر المعارف کراچی)

سیدنا قطب عالم شیخ محمد غوث شطاری گوالیاری متوفی ۹۷۰ھ اپنی کتاب "جواہر خمسہ"میں حضور مدار اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ایک عمل ذکر کرکے رقمطراز ہیں:

''هذا عمل شاه مدار،و هو الشيخ بديع الدين الطيفوري،و هو شيخ المدارين،و طريقة منا إلي النبي صلي الله عليه وسلم أقرب الطرق''

ترجمہ:یہ حضرت شیخ بدیع الدین شاہ مدار طیفوری کا عمل ہے،جو مداریوں کے شیخ و مرشد ہیں،یہ طریقہ دیگر سلاسل کی بہ نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہے۔

(الجواهر الخمسة،باللغة العربية،ص:۳۱۰،طبع بيروت)

شیخ صادق دہلوی کشمیری اپنی دوسری کتاب"طبقات شاہجانی"میں فیصلہ کن عبارت لکھتے ہوئے رقمطرازہیں

''حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ سال ہشت صدی ہجری آخری سلطنت شاہ گیتی ستاں،صاحب قران پیش از وفات امیر تیمور گورگاں بہفت سال انتقال نمودہ،احوال و مقامات وے عجیب و غریب است،عمر طویل یافتہ،سلسلۂ خلافتش بچہار واسطہ بصدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ می رسد،وے سلسلہ بجہت وسائط اقرب سلاسل درکشف و اشراق بر دلہا و ادراک معانی بغایت مرتبہ اعلیٰ وارد...او را خلفاے نامدار و اصحاب کرام بسیار بودند،ہمہ بظاہر شریعت آراستہ''

ترجمہ:حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ نے شاہ گیتی ستاں،صاحب قران امیر تیمور گورگاں کے آخری دور حکومت میں ان کی وفات سے سات سال قبل اس جہان فانی سے پردہ فرمایا،آپ کے احوال و مقامات عجیب و غریب ہیں،طویل عمر پائی،آپ کی خلافت کا سلسلہ چار واسطوں سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے،دوسرے سلسلوں کی بہ نسبت آپ کا سلسلہ قریب تر وسائط کی وجہ سے دلوں پر کشف و

اشراق اور ادراک معانی کرنے میں نہایت اعلی مرتبہ رکھتا ہے...آپ کے خلفائے نامور و اصحاب کرام کثیر تعداد میں ہوئے،جن میں سب ظاہری شریعت سے آراستہ و پیراستہ تھے۔

(طبقات شاہجانی،مرتبہ محمد اسلم خان دہلی 1990ء)

نوٹ:اس کتاب کے مصنف محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے شاگرد ہیں،اس کتاب کا ایک نسخہ مولانا حبیب الرحمٰن خان شروانی کے کتب خانے "مکتبہ حبیب گنج "بھی میں موجود ہے۔

متذکرہ بالا حوالہ جات سے صاف واضح ہے کہ سلسلۂ مداریہ سے ربط و اتصال کی ایک وجہ اس کا اقرب الطرق ہونا بھی ہے کہ یہ سلسلہ کم واسطوں سے حضور علیہ افضل الصلوات و التسلیمات تک منتہی ہو جاتا ہے۔

اب راقم خلفاے مداریہ و اصحاب مداریہ پر روشنی ڈالنے سے قبل لفظ "اجازت و خلافت"کی درج ذیل قدرے وضاحت کرتا ہے۔

اجازت وخلافت اورسلسلۂ بدیعیہ مداریہ

اجازت خرقے کی ایک صنف ہے،جسے شیخ اتصال بعد بیعت لائق اعتبار مرید کو عطا کرتا ہے،خواہ یہ خرقہ عمامے کی شکل میں ہو یا چادر،ٹوپی پہنا کر،اس خرقے کو متعدد شیوخ سے لینا جائز ہے،چنانچہ شیخ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ"الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ"میں رقمطراز ہیں:

``بالجملہ رسم قدیم صوفیا است کہ یاران خود را خرقہ می پوشاند از قلنسوہ وعمامہ و قمیص و قبا و ردا و ازار ہر چہ میسر شودبسہ وجہ،یکے خرقۂ اجازت چوں خواہند کہ محبی را از محبان خود اجازت طریقہ دہند،واورانائب خود سازند در تلقین وصحبت باطالبان واخذ بیعت واعطاے خرقہ اوراخرقہ دہند"

ترجمہ:غرض صوفیا کی رسم قدیم ہے کہ اپنے مریدوں کو خرقہ پہناتے ہیں،خواہ کلاہ ہو،عمامہ ہو،قمیص ہو،قبا ہو،چادر ہو،یا ازار ہو،جو کچھ میسر ہو،اور اس کی تین قسمیں ہیں،ایک تو خرقۂ اجازت ہے کہ جب چاہتے ہیں کہ اپنے کسی محب کو طریقے کی اجازت دیں،اور اسے تلقین و صحبت میں اپنا نائب کریں کہ طالبوں سے بیعت لے اور انھیں خرقہ عطا کرے،تو اس کو خرقہ عطا کرتے ہیں۔

(الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ،ص:۳۰۴،مطبع عزیزی دہلی)

حضرت مجدد دوراں شیخ عبد اللہ معروف بہ غلام علی نقشبندی دہلوی رحمہ اللہ الغنی خرقے کی تقسیم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''و یک خرقۂ اجازت ست، و آں ہم گرفتن از شیوخ متعددہ جائز ست''

ترجمہ:ایک خرقۂ اجازت ہے، جسے متعدد شیوخ سے حاصل کرنا جائز ہے۔

(درالمعارف، ص:۱۴۷، مطبوعہ محبوب المطابع دہلی)

واضح رہے کہ خلافت اجازت کے بغیر ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی،گویا کہ خلافت و اجازت ایک دوسرے کے لیے جزو لاینفک ہیں،چنانچہ فتاویٰ رضویہ میں مرقوم ہے:

''خلافت عامہ بے اجازت صحیحہ زنہار(ہرگز)حاصل نہیں ہوتی''

(فتاویٰ رضویہ، جلد:۲۱، ص:۴۶۹، رسالۂ مشمولہ "نقاء السلافۃ فی احکام البیعۃ والخلافۃ"مطبوعہ رضافاؤنڈیشن)

[iii]حضور تاجدار مارہرہ سیدنا حمزہ علی مارہروی قدس سرہ السامی نے اپنے بیاض شریف میں خلافت کی مروجہ سات قسموں میں اجازت کو بھی شامل کیا،اور اس کے ماتحت تحریر فرمایا:

''واجازۃ آں کہ شیخ مریدے را خواہ وارث خواہ بیگانہ قابل کار دیدہ برضا ورغبت خود خلیفہ کرد''

ترجمہ:اور اجازت یہ کہ کوئی شیخ کسی مرید کو خواہ وہ وارث ہو یا بیگانہ کام کے لائق دیکھ کراپنی رضا و رغبت سے اپنا خلیفہ کرے۔ (ایضاً، ص:۴۰۷، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، بحوالۂ بیاض شریف)

مذکورہ بالا گفتگو سے چند فوائد حاصل ہوئے:

1. چونکہ اجازت خلافت کی ایک نوع ہے،اسی لیے اکثر بزرگان دین اپنی اسانید و شجرات میں فقط لفظ اجازت ہی پر اقتصار کرتے ہیں،لفظ خلافت کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔
2. کسی بزرگ نے اپنے خلافت نامے میں فقط الفاظ اجازت تحریر کیے،مثلا یوں کہا:اجازت نامہ،اَنا مجاز بھا،اُجیز بھا،اجازت ست، مجاز گشتہ وغیرہ،تو ان سب الفاظ کا اجازت و خلافت یا فقط خلافت ترجمہ کرنا بلا شبہ جائز اور درست ہے۔
3. الفاظ اجازت سے فقط اوراد و وظائف کی اجازت مراد لینا ،یا اجازت تبرک ماننا،جبکہ ان دونوں پر وہاں کوئی قرینہ بھی نہ ہو،بلکہ شکل ثانی یعنی اجازت کی کوئی قسم اجازت

تبرک بھی نہیں، محض کج فہمی اور حق پر زیادتی ہے

4. اجازت و خلافت فقط اسی سلسلے میں جاری ہو سکتی ہے،جو متصل السند ہو نہ کہ منقطع السند؛یعنی جس کا اتصال حضور علیہ الصلاۃ و السلام تک ہو،درمیان میں کوئی رخنہ نہ ہو۔

ان چند تصریحات کے بعد ناچیز خلفائے مداریہ و اصحاب مداریہ پردرج ذیل نظر ڈالتا ہے، جس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سلسلۂ مداریہ میں اجازت و خلافت کا دائرہ کتنا وسیع ہے۔

قارئین کرام!سلسلۂ بدیعیہ مداریہ کے سرخیل و سرتاج حضور سیدی و سندی سید بدیع الدین احمد قطب المدارحلبی مکن پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ عنا کے مجاز و ماذون خلفا کی ایک ایسی بڑی تعداد ہے،جنھیں حضور حلبی قدس سرہ سے خرقۂ اجازت و خلافت ملا،پھر وہ فیض اتصال تواتراً جاری رہا،تاآں کہ اولیاے متاخرین اس سے مستفیض و مستنیر ہوے۔

چنانچہ شیخ غوثی مندوی شطاری اپنی تصنیف لطیف ``گلزار ابرار``میں حضور مدار اعظم کے ایک درجن خلفا کے حالات لکھنے کے بعد رقمطراز ہیں:

``دیگر ہر کدام ازیں بزرگواران نگارش دیدہ در ہر عصرے پیہم جانشین دارند کہ پیوستہ نام و کردار پیشوایان متّصف بودہ،کارگزاری و رسم سلسلہ داری بہ تقدیم می رسانند،امید کہ آرزومندے دیگر بہ نگارشِ احوالِ صفوت مآل کسانے کہ از مابہ غیب اندرند،سعادت نامہ برائے نجات آخرت خود **مسجل** گرداند۔``[viii]

ترجمہ:صدر الذکر بزرگواروں کے سوا ان میں سے ہر ایک کے جانشین بھی علی الاتصال ہر ایک عہد میں ہوے ہیں،جو ہمیشہ اپنے پیشواؤں کے افعال اور احوال کے ساتھ متّصف تھے، کارگزاری اور رسم سلسلہ داری ادا کیا کرتے تھے،امید ہے کہ کوئی شوقین مزاج صاحب ان اصحاب کا تذکرہ لکھ کر (جن کے حالات پہ راقم کو علم حاصل نہ ہوا)اپنی اخروی نجات کے واسطے سعادت نامہ مزین بہ مہر فرمادیں گے۔ (گلزار ابرار،ص:٦٧،چمن دوم،مطبوعہ خدابخش اورینٹل لائبریری پٹنہ)

شیخ محمدصادق دہلوی اپنی کتاب"کلمات الصادقین" میں حضور مدارپاک کے خلفا شمار کرنے کے بعدرقمطراز ہیں

``ان بزرگوں کے علاوہ بھی شاہ بدیع الدین مدار کے بہت سے خلفا تھے،جن کی عظمت و جلالت سے زمانہ واقف ہے``   (کلمات الصادقین مترجم،ص:۵۶،مطبوعہ ادارۂ نشر المعارف کراچی)

شیخ میر علی شیر قانع تتوی متوفی ۱۲۰۳ھ نے اپنی کتاب ``معیار سالکان طریقت``میں اسناد مداریہ و خلفاے مداریہ پر جامع روشنی ڈالی ہے،چنانچہ تتوی صاحب رقمطراز ہیں:

``آں قطب مدار آسمان ولایت طریقہ خاصے داشتہ،مستفیدان آں طریقہ لاتعد و لا تحصی،بچند رجال اشہر صحابش و اعقاب انتخابش اکتفا می رود،و مدفنش در مکن پور،فوتش ۸۴۰ھ۔

مداریان:بابا شیخ بھیکا،قاضی شہاب الدین پرکالہ آتش،سلطان شمس الدین پانی پا،شیخ منصور،میاں لالو دیوانہ،شیخ ارغون،شیخ محمود پانی پا،قاضی صدر،برق دیوانہ،میاں صبغۃ اللہ،مولانا حسام الدین سلامتی۔

عقبش:حضرت شیخ قاضن از اصحاب نامی وے است،از و شیخ ابو الفتح ہدایت اللہ ازو سلطان الموحدین حاجی حمید،ازو شیخ محمد غوث گجراتی،ازو شاہ وجیہ الدین گجراتی،ازو حضرت سید یاسین،ازو حضرت مولانا شہباز،ازو مولانا عبد الشکور بن قاضی سیف الدین طوسی،ازو شاہ محمد بزیوری من صوبہ بنگالہ،ازو حضرت میاں جان محمد۔

ایضا:از شیخ ابو الفتح ہدایت اللہ،شیخ اسحاق مداری،ازو شیخ الہ داد،ازو ملک چاند محمد رومی،ازو جمال محمد بن ملک چاند۔

ایضًا:از مریدان حضرت شاہ مدار سید اجمل بہرائچی است،ازو سید بڈھن بہرائچی،

ایضًا:میراں سید جمن،ازو شیخ فخر الدین کردی و شیخ صدر الدین کوہ کاری۔

ایضًا:از سید بڈھن بہرائچی،شیخ درویش بن قاسم اودھی،ازو شیخ عبد القدوس گنگوہی،ازو شیخ رکن الدین گنگوہی،ازو شیخ عبد الاحد بن زین العابدین سرہندی والد مجدد الف ثانی۔``

ترجمہ:آپ آسمان ولایت کے قطب المدار ایک مخصوص طریقہ رکھتے تھے،اس طریقے سے مستفید اور فیضیاب ہونے والوں کی تعداد انگنت ہے،ان میں چند مشہور ہستیوں کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے،آپ کا مدفن مکن پور شریف،سال وفات ۸۴۰ھ ہے۔

مداریان:بابا شیخ بھیکا،قاضی شہاب الدین پرکالہ آتش،سلطان شمس الدین پانی پا،شیخ منصور،میاں لالو دیوانہ،شیخ ارغون،شیخ محمود پانی پا،قاضی صدر،برق دیوانہ،میاں صبغۃ اللہ،مولانا حسام الدین سلامتی۔

وابستگان سلسلۂ مداریہ: حضرت شیخ قاضن آپ کے مشہور اصحاب میں سے ہیں، ان سے شیخ ابو الفتح ہدایت اللہ نے فیض پایا، ان سے سلطان الموحدین حاجی حمید فیضیاب ہوئے، ان سے شیخ محمد غوث گجراتی، ان سے شاہ وجیہ الدین گجراتی، ان سے حضرت سید یاسین، ان سے حضرت مولانا شہباز، ان سے حضرت مولانا عبد الشکور بن قاضی سیف الدین طوسی، ان سے شاہ محمد بزیوری صوبہ بنگال، ان سے حضرت میاں جان محمد۔

ایضا: شیخ ابو الفتح ہدایت اللہ سے شیخ اسحاق مداری، ان سے شیخ الہ داد، ان سے ملک چاند محمد رومی، ان سے جمال محمد بن ملک چاند۔

ایضا: حضرت شاہ مدار کے مریدوں میں سے سید اجمل بہرائچی ہیں، ان سے سید بڈھن بہرائچی فیضیاب ہوئے،

ایضا: حضرت شاہ مدار کے مریدوں میں سے حضرت میراں سید جمن، ان کے مرید شیخ فخر الدین کردی اور شیخ صدر الدین کوہ کاری۔

ایضا: سید بڈھن بہرائچی سے شیخ درویش بن قاسم اودھی، ان سے شیخ عبد القدوس گنگوہی، ان سے شیخ رکن الدین گنگوہی، ان سے شیخ عبد الاحد بن زین العابدین سرہندی والد ماجد حضرت مجدد الف ثانی۔``

(معیار سالکان طریقت، ص:۹۴، ۴۹۳، مطبوعہ ادارہ معارف نوشاہیہ کراچی)

سید شریف احمد شرافت نوشاہی اپنی کتاب ''شریف التواریخ'' میں رقمطراز ہیں:

``حضرت شاہ مدار رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پانچ خلفاے اکبر تھے:

اول: سید جمال الدین جانمن جنتی المعروف میراں جمن جتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفیٰ ۹۵۱ھ۔ ان کے پیرو دیوانگان کہلاتے ہیں، اور یہ باون گروہ ہیں، مثل دیوانگان سلطانی اور دیوانگان رشیدی وغیرہ کے۔ دوم: سید اجمل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ان کے پیرو اجملی کہلاتے ہیں۔ سوم خلیفہ کے پیرو طالبان کہلاتے ہیں، یہ دو گروہ ہیں۔ چہارم خلیفہ کے پیرو خادمان کہلاتے ہیں، یہ چار گروہ ہیں۔ پنجم: قاضی مطہر قلہ شیر متوفی ۸۱۴ھ، ان کے پیرو عاشقان کہلاتے ہیں۔ اور یہ آٹھ گروہ حسب ذیل ہیں:

1) عاشقان نوروزی شاہ امام نوروز سے۔
2) عاشقان سوختہ شاہی سید خاکسار سے۔
3) عاشقان کمر بستہ شاہ درگاہی کمر بست سے۔
4) عاشقان امان شاہی شاہ امان اللہ درویش دہلوی سے۔
5) عاشقان گوپالی بابا گوپال درویش سے۔
6) عاشقان مکھا شاہی میراں مکھا سے۔
7) عاشقان کمال قادری مولانا شیخ کمال الدین قریشی سے۔
8) عاشقان کریم شاہی شیخ کریم الدین سے۔

(شریف التواریخ، ص:۶۸، ۱۶۷، مطبوعہ ادارۂ معارف نوشاہیہ)

صاحب بحر ذخار شیخ وجیہ الدین اشرف فرنگی محلی رحمہ اللہ تعالی نے حضور سید بدیع الدین قطب المدار اور آپ کے خلفا کے متعلق مستقل ایک شعبہ قائم کیا ہے،جس میں کئی درجن خلفاے مداریہ کے احوال رقم فرماے ہیں،باذوق حضرات بحر ذخار جلد دوم کا شعبۂ چہارم مطالعہ کر سکتے ہیں۔

اسی طرح صاحب مرآۃ الاسرار شیخ عبد الرحمٰن چشتی نے اپنی کتاب مرآۃ مداری میں حضور مدار پاک کے کئی خلفا پر روشنی ڈالی ہے۔

علاوہ ازیں سلسلۂ مداریہ سے استفاضہ و استفادہ ہر زمانے میں جاری رہاکہ کبار اولیا و اعاظم علما نے اس سلسلے سے اخذ و ارتباط کو اپنے لیے سعادت مندی تصور کیا،چنانچہ حضور سیدنا محمد قادری بغدادی امجھری رضی اللہ تعالی عنہ جو حضور سیدی و سندی غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی اولاد میں سے ہیں،اور سرزمین ہند پر سلسلۂ قادریہ کو لانے والے سب سے پہلے قادری بغدادی بزرگ ہیں،ان کے متعلق سید شاہ ابو الفیض فضل الحق قادری اپنی کتاب "تذکرۃ الولی" میں رقمطراز ہیں:

``اس مقام پر یہ عرض کردینا مناسب سمجھتا ہوں کہ حضرت سیدنا رضی اللہ تعالی عنہ کے بہار اور اس کے علاوہ دیگر صوبہ جات کے بزرگان سلاسل سے بھی گہرے تعلقات تھے،جن میں کہ بعض سے آپ نے ان کے مخصوص سلسلے کی بھی اجازتیں لیں،مثلا:سلسلۂ مداریہ،سلسلۂ سہروردیہ،سلسلۂ چشتیہ وغیرہ``

(سید الہند اور آپ کا اسلامی مشن مسمی بہ تذکرۃ الولی،ص:۱۱۵،مطبوعہ مکتبہ رضاے سیدنا دار الفیض)

مصنف موصوف ان کا شجرۂ خلافت تحریر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

``حضرت سیدنا محمد قادری البغدادی ثم الہندی الامجھری رضی اللہ تعالی عنہ نے سلسلۂ مداریہ کی اجازت و خلافت حضرت سید جمال الدین جان من جنتی ہلسوی مداری رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے حاصل کی،انھوں نے حضرت شیخ بدیع الدین شاہ مدار رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے...``

(ایضا،ص:۱۱۸،مطبوعہ رضاے سیدنا دار الفیض امجھر شریف)

۲۔حضرت سیدنا شیخ محمد بن خطیر الدین عطار المعروف غوث گوالیاری سلسلۂ شطاریہ کے ایک

معروف بزرگ ہیں،جو جواہر خمسہ، اوراد غوثیہ جیسی عظیم کتابوں کے مصنف بھی ہیں،ان کے خلفا میں شیخ وجیہ الدین اشرف گجراتی جیسے کبار اولیا سر فہرست ہیں،فتاویٰ رضویہ اور الانتباہ میں ان کی بے شمار سندیں مذکور ہیں،چنانچہ حضرت قدس سرہ اپنی کتاب "اوراد غوثیہ`` میں اپنا شجرۂ مداریہ لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں: ``شجرۂ خلافت پیران طیفوری المعروف مداری قدس اللہ اسرارھم``

نسبت فقیر حقیر حاجی حمید عرف شیخ محمد غوث حضرت سلطان الموحدین شیخ ظہور حاجی حضور قدس سرہ سے،ان کی نسبت حضرت شیخ ابو الفتح ہدایت اللہ سرمست قدس سرہ سے،ان کی نسبت حضرت شیخ محمد **قاضن** قدس سرہ سے،ان کی نسبت حضرت شاہ بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ سے،ان کی نسبت حضرت شیخ طیفور شامی قدس سرہ سے،ان کی نسبت حضرت شیخ عبد اللہ علمدار محمد مصطفیٰ ﷺ سے،ان کی نسبت حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے،ان کی نسبت حضرت رسالت مآب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ سے۔``

(اوراد غوثیہ مترجم،ص: ۳۵،۳۴،۱۳۴،مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

۳۔ حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات محتاج تعارف نہیں،بلاد عرب و عجم سب ان کے مدحت خواں ہیں،دین مصطفوی میں حضرت کی بڑی خدمات ہیں،خود آپ اپنی نسبت مداریہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

``بالجملہ از منن حضرت حق سبحانہ بریں بندۂ ضعیف آں است کہ با جمیع خانوادہ ہائے گزشتہ اکثر آں بحسب ظاہر اوے را ارتباط واقع شدہ،چنانکہ فی الجملہ بیان آں در انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کردہ شد،و ارتباط بعض خانوادہا کسے کہ مطلع بر احوال جماعت باشد از کلام مذکور استنباط تواند کرد،چنانکہ مداریہ بواسطۂ شیخ حسام الدین مانکپوری کہ یکے از اصحاب شیخ بدیع الدین مدار است،و جلالیہ و گازونیہ وغیرآں بواسطۂ مخدوم جہانیاں،و جامیہ بواسطۂ خواجہ مودود چشتی،و یسویہ بواسطۂ خواجہ نقشبند۔``

ترجمہ:مجھ ضعیف پر حق سبحانہ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھے ان تمام خانوادوں میں سے اکثر کے ساتھ ظاہری اعتبار سے ربط پیدا کرنے کی سعادت بخشی،چنانچہ اس کا ذکر میں نے اپنی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں کیا ہے،نیز اس سلسلے میں جو کچھ اس کتاب میں لکھا ہے،اگر کسی صاحب کو ان

خانوادوں کے حالات کی خبر ہو،تو وہ آسانی سے میری ان تحریروں سے اندازہ لگا سکتا ہے کہ مجھے کن کن خانوادوں سے ربط و ارتباط ہے،اس ضمن میں مثال کے طور پر صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ مجھے سلسلۂ مداریہ سے بواسطۂ شیخ حسام الدین مانکپوری جو شیخ بدیع الدین مدار کے جانشینوں میں سے تھے،اور جلالیہ، گازونیہ سلسلوں سے بواسطۂ مخدوم جہانیاں،اور جامیہ سلسلے سے بواسطۂ خواجہ مودود چشتی اور یسویہ سلسلے سے بواسطۂ خواجہ نقشبند نسبت حاصل ہے۔``

(ھمعات،ہمعہ:۳،ص:۹،مطبوعہ بیت الحکمت لاھور)

۳۔حضرت شیخ عیسیٰ جند اللہ سندھی شطاری بزرگ ہیں،صاحب گلزار ابرار شیخ غوثی مندوی نے انھیں مسیح الاولیا کے لقب سے ذکر کیا ہے،ایک کتاب بنام"تذکرۂ اولیا سندھ``میں حضرت کے تفصیلی حالات مرقوم ہیں،چنانچہ میر جمال الدین الحسینی الجامی اپنی تصنیف لطیف"نسبت خرقہ در سلاسل صوفیہ``میں رقمطراز ہیں:

شجرۂ پیران مداریہ قدس سرہم

``خرقۂ خلافت حضرت شیخ عیسیٰ جند اللہ سندھی عن حضرت شاہ لشکر محمد عارف عن حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری عن شیخ ظہور حاجی حضور عن حضرت شیخ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست عن حضرت شاہ قاضن عن حضرت شیخ حسام الدین سلامتی عن حضرت شاہ بدیع الدین شاہ مدار عن حضرت شیخ طیفور شامی الخ...

ترجمہ:پیران مداریہ کا شجرۂ:حضرت شیخ عیسیٰ جند اللہ سندھی کو سلسلۂ مداریہ میں حضرت شاہ لشکر محمد عارف[۱۷] سے خرقۂ خلافت ملا،انھیں حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری سے،انھیں حضرت شیخ ظہور حاجی حضور سے،انھیں حضرت شیخ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست سے،انھیں حضرت شاہ قاضن سے،انھیں حضرت شیخ حسام الدین سلامتی سے،انھیں حضرت شاہ بدیع الدین شاہ مدار سے الخ...``

(نسبت خرقہ در سلاسل صوفیہ،قلمی مخطوطہ،سن تصنیف ۱۰۱۴ھ)

۴۔حضرت شیخ صفی الدین احمد دجانی قشاشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عنقاے عرب میں سے ایک ہیں،جن سے علما و صوفیا کا ایک بڑا طبقہ بہرہ مند ہوا ہے،یہ کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں،جن میں سے ایک کتاب بنام ``السمط المجید فی سلاسل اہل التوحید`` کافی مقبول ہوئی،اس کتاب کو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے الانتباہ فی سلاسل أولیاء اللہ میں اپنا مأخذ بھی بنایا ہے،بلکہ اسناد قادریہ،چشتیہ،نقشبندیہ،شطاریہ وغیرہ سب انھی کے توسط سے رقم فرمائی ہیں،فتاویٰ رضویہ میں بھی کئی مقامات پر کتاب اور صاحب کتاب کا ذکر موجود ہے،مترجم موصوف قدس سرہ اپنی نسبت مداریہ لکھتے ہوے رقمطراز ہیں:

``سند شجرة خلافة السادة الطيفورية المعروفة بشاه مدارية أعني الصديقية لنسبتها إلي الصديق رضي الله عنهم``

و هو أخذ الفقير الحقير أحمد التلقين و الوصية بذلك من أستاده أحمد الشناوي،و هو من السيد صبغة الله الحسيني،و هو من المولى سلطان العلماء وجيه الدين العلوي و هو من القطب السيد محمد الغوث و هو من سلطان الطريقة الحاج حضور و هو من الشيخ هدية الله سرمست،و هو من الشيخ الكبير محمد علاء الدين قاضن الشاه مداري و هو من الشيخ حسام الدين الشاه مداري وهو تلقن من الشيخ بديع الدين الشاه مدار و هو من الشيخ طيفور الشامي وهو من الشيخ يمين الدين الشامي،و هو من الشيخ الأحل عبد الله حامل راية النبي ﷺ وهو من خليفة رسول الله ﷺ أبي بكر الصديق رضي الله تعالي عنه و هو تلقن من النبي ﷺ.``

ترجمہ:سادات طیفوریہ مداریہ کے شجرۂ خلافت کی سند،جسے حضرت ابو بکر صدیق کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے سلسلۂ صدیقیہ بھی کہا جاتا ہے۔رضی اللہ عنہم:

فقیر حقیر احمداس سلسلے کی تلقین و وصیت اپنے استاذ احمد شناسی سے حاصل کی،انھوں نے سید صبغۃ اللہ حسینی بروجی سے،انھوں نے حضرت سلطان العلما وجیہ الدین علوی سے،انھوں نے حضرت قطب عالم سید محمد غوث سے،انھوں نے سلطان الطریقہ حاجی حضور سے،انھوں نے شیخ ہدایت اللہ

سرمست سے،انھوں نے شیخ کبیر محمد علاء الدین قاضن شاہ مداری سے،انھوں نے شیخ حسام الدین شاہ مداری سے،انھوں نے شیخ بدیع الدین شاہ مدار سے،انھوں نے شیخ طیفور شامی سے،انھوں نے شیخ یمین الدین شامی سے ،انھوں نے شیخ اجل عبد اللہ علمدار نبی کریم ﷺ سے،انھوں نے رسول اللہ کے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے،انھوں نے نبی کریم ﷺ سے۔[iiv]

[viii](السمط المجید فی سلاسل أهل التوحید،ص:٧٤،طبع مجلس دائرة المعارف النظامیة بحیدرآباد دکن)

۵۔شیخ تاج الدین بن زکریا نقشبندی سنبھلی سلسلۂ نقشبندیہ کے ایک معروف بزرگ ہیں، حضرت کو نقشبندیہ طریقے سے خوب لگاؤ تھا کہ موصوف نے اس کے متعلق ایک رسالہ بنام ``رسالة في طريقة السادة النقشبندية``بھی تالیف کیا،جس کی حضرت شیخ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شرح بنام ``مفتاح المعية``لکھی ، شیخ امین بن فضل اللہ محبی حنفی متوفیٰ ۱۱۱۱ھ اپنی کتاب ``خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادی عشر``میں مترجم موصوف کی نسبت مداریہ ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

``أن شيخنا مجاز من الشيخ إله بخش بالطريقة العشقية و بالطريقة القادرية و بالجشتية و المدارية وله بحسب الباطن إجازة من رئيس كل طريق``

ترجمہ:بے شک ہمارے شیخ و مرشد شیخ الہ بخش سے سلسلۂ شطاریہ، قادریہ،چشتیہ اور مداریہ میں مجاز و ماذون ہیں،جبکہ ہر بانیٔ سلسلہ سے باطنی اجازت و خلافت بھی پائی ہے۔

(خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادی عشر،ص:٤٦٩،طبع بيروت)

٦۔سید محمد باقر حسینی پٹنوی تیرھویں صدی ہجری کے ایک چشتی الطریقہ بزرگ ہیں، مختلف علوم و فنون پر کامل عبور تھا،صاحب مناظرۂ رشیدیہ شیخ محمد عبد الرشید جونپوری کے فرزند شیخ محمد ارشد جونپوری سے خرقۂ خلافت حاصل کیا،خنانچہ مولوی عبد الحیٔ لکھنوی گنج ارشدی کے حوالے سے ان کی خلافت کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

``كتب له الشيخ محمد أرشد مثال(وثيقة)الخلافة،كتب فيه:إني لما رأيت الفاضل العالم العامل صاحب الشريعة و الطريقة و الحقيقة

السيد محمد باقر بن السيد السند بحر الحقايق محمد جعفر الحسيني قابلا ومستعدا لأن بودع له أمانات المشايخ و يجازه ويستخلف،أجزت له لإجراء السلاسل القادرية و الجشتية و المدارية والفردوسية إلخ...``

ترجمہ:جب شیخ محمد ارشد نے سید محمد باقر کے لیے خلافت نامہ تحریر کیا تو اس میں لکھا:بے شک جب میں نے فاضل و عالم باعمل،صاحب شریعت و طریقت و حقیقت سید محمد باقر بن سید بحر الحقائق محمد جعفر حسینی کو اس قابل پایا کہ ان کو مشائخ کی امانتیں سونپی جائیں اور اجازت و خلافت سے نوازہ جاے،تو میں نے ان کو سلاسل قادریہ چشتیہ مداریہ سہروردیہ وغیرہ کے جاری کرنے کی اجازت وخلافت عطافرمائی۔

(نزهة الخواطر،ج:٦،ص:٢٩٠،طبع دائرة المعارف العثمانية بحيدر أباد دكن)

۷[xi]۔تاجدار اشرفیہ اعلیٰ حضرت علی حسین اشرفی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلسلۂ اشرفیہ کے نامور بزرگ ہیں،جن کی عظمتوں کا سارا زمانہ معترف ہے،حکیم الامت احمد یار خاں نعیمی ،مولانا حامد رضا خاں بریلوی، حضرت ضیاء الدین مہاجر مدنی،بانیٔ جامعہ اشرفیہ حافظ ملت محدث مرادآبادی،محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد اور حضور صدر الافاضل مفسر مرادآبادی علیہم الرحمۃ و الرضوان جیسی عظیم ہستیوں نے ان سے خرقۂ خلافت حاصل کیا،مترجم موصوف کو سیدنا آل رسول احمدی میاں مارہروی قدس سرہ الجلی سے سلاسل خمسہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ نقشبندیہ مداریہ میں اجازت و خلافت حاصل تھی،طرفہ یہ ہے آل رسول مارہروی میاں نے ان کے بعد کسی کو خلافت عطا نہیں فرمائی، چنانچہ مؤلف سیرت اشرفی محمد طیب الدین صدیقی ان کا خلافت نامہ بایں طور نقل کرتے ہیں:

``نقل سند خلافت مع سلاسل خمسہ``

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ سید المرسلین محمد و اٰلہ واصحابہ اجمعین

``چوں صاحبزادہ سید ابو احمد علی حسین اشرفی جیلانی سجادہ نشین درگاہ کچھوچھہ شریف از اولاد امجاد غوث الصمدانی محبوب سبحانی حضرت شیخ محی الدین عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ قادری چشتی اجازت سلاسل خمسہ قادریہ و چشتیہ و سہروردیہ و نقشبندیہ ومداریہ از فقیر خواستند،لہذا فقیر صاحبزادہ مذکور را بہ سلاسل موصوفہ بمجاز و ماذون ساختہ،صاحبزادہ مذکور را لازم کہ اعمال و اخلاق

خود را موافق طریقۂ انیقہ اسلاف کرام مہذب وآراستہ ساختہ،ہر کسے کہ ارادۂ بیعت ظاہر نماید،اورا داخل سلسلہ سازند،و از اذکار و اشغال واوراد خاندانی بقدر استعدادش مامور نماید۔و المسؤل من الله سبحانه الاستعانة علي جادة أكابر تلك الطريق،شكر الله مساعيهم الجميلة.

فقیر آل رسول احمد خادم سجادہ برکاتی

تاریخ تحریر:یکم ربیع الثانی ۱۲۹۶ھ``

ترجمہ:جب صاحبزادہ سید ابو احمد علی حسین اشرفی جیلانی قادری چشتی سجادہ نشین درگاہ کچھوچھہ شریف جو غوث الصمدانی محبوب سبحانی حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد سے ہیں،فقیر سے سلاسل خمسہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ نقشبندیہ مداریہ کی اجازت کے خواہاں ہوے،لہٰذا فقیر نے صاحبزادہ موصوف کو مذکورہ سلاسل میں مجاز و ماذون کیا(یعنی پانچوں سلاسل میں بشمول سلسلۂ مداریہ بیعت لینے کی اجازت دیتا ہوں) صاحبزادہ مذکور پر لازم ہے کہ وہ اپنے اعمال و اخلاق بزرگوں کے روشن طریقے کے مطابق نکھاریں اور سنواریں،اور جو کوئی بیعت کا ارادہ ظاہر کرے،اس کو سلسلے میں داخل کریں،اور خاندانی اذکار و اشغال اور وظائف میں سے اس کی صلاحیت کے مطابق پڑھنے کا حکم دیں،اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ہی سوال ہے،اور اسی سے بزرگوں کے اس طریقے پر قائم رہنے کی مدد چاہتے ہیں،اللہ تعالیٰ ان کی اچھی کوششیں قبول فرمائے،آمین۔

فقیر آل رسول احمد خادم سجادہ برکاتی

تاریخ تحریر:یکم ربیع الثانی۱۲۹۶ھ

(سیرت اشرفی،ص:۱۹،مطبوعہ رضا آفسیٹ بمبئی) [x]

[ix]سطور بالا سے معلوم ہوا کہ حضرت سید آل رسول احمدی میاں مارہروی قدس سرہ دیگر سلاسل کی طرح سلسلۂ مداریہ میں بھی مجاز و ماذون تھے اور خانقاہ مارہرہ میں ان سلاسل خمسہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ نقشبندیہ مداریہ کا اس قدر اہتمام و اکرام تھا کہ بزرگان مارہرہ اپنی کتابوں میں دیگر سلاسل کی بہ نسبت فقط انھی پنج گنج کے شجرات خلافت پر اکتفا کرتے تھے،چنانچہ سابق متولی آستانہ مارہرہ حضرت طفیل احمد صدیقی بدایونی اپنی کتاب ``برکات مارہرہ``میں خاندانی سلاسل کے تعلق سے رقمطراز ہیں:

``سلاسل بیعتی میں شاید ایسا سلسلہ مشکل سے ملے،جس کی اجازت خاندان مارہرہ میں نہ ہو،پس تمام سلاسل خاندانی کے شجروں کے جمع کرنے کے لیے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے،اس موقع پر میں چند مروجہ شجرہاے سلاسل آبائی و خلفائی درج کروں گا``

(برکات مارہرہ،ص: ۴۸،۱۴۷،مطبوعہ منشی **نولکشور** لکھنؤ)

اس کے بعد مصنف موصوف نے فقط مذکورہ پانچ سلاسل کے شجرات خلافت ہی رقم کیے ہیں،فقیر موضوع کی مناسبت سے فقط شجرۂ مداریہ ذیل میں نقل کرتا ہے:

شجرۂ مداریہ خلفائی

مرشد جن و بشر حضرت محمد مصطفیٰ	بعدۂ خیبر کشا یعنی علی مرتضیٰ
بعدۂ حضرت امین الدین امام اہل دین	بعدۂ شیخ المشائخ عبد الاول رہنما
بعدۂ شیخ المشائخ شیخ عبد اللہ نام	بعدۂ شیخ بدیع الدیں مدار حق رسا
بعدۂ سید مبارک بعدۂ سید جلال	بعد ازاں قطب المشائخ قطب دین با صفا
بعدۂ شیخ قیام الدین قطب روزگار	بعد ازاں مقبول حق شیخ جمال اولیا
بعد ازاں سید محمد سید احمد راگزیں	شاہ فضل اللہ را بعدش بخواں صبح و مسا
بعد ازآں قطب زمانہ شاہ برکات اللہ	بعد ازاں آل محمد خاصۂ رب العلا
بعدۂ شیخ المشائخ شاہ حمزہ قادری	بعد ازاں غوث دوعالم آل احمد رہنما
بعدۂ مقبول خالق سید آل رسول	پیر و مرشد ابن حیدر عاشق ذات خدا
بعدۂ پیر طریقت احمد نوری جناب	نور چشم آں احمد شمع بزم اولیا
بہر ایں ارواح پاکان یا اللہ العالمین	کن عطا دیدار خود را عفوکن جرم وخطا

(برکات مارہرہ،ص:۱۵۷،مطبوعہ منشی **نولکشور** لکھنؤ)

فائدہ:اس کتاب سے معلوم ہوا کہ خاندان مارہرہ میں سلسلۂ مداریہ اجازت **بیعتی** میں شامل ہے نہ کہ اجازت اوراد و وظائف میں. جیسا کہ بعضے افراد کا قول بے دلیل ہے۔

علاوہ ازیں ان پانچ سلسلوں کو خاندان برکات میں اس قدر اہمیت حاصل تھی کہ بزرگان مارہرہ ان پانچ سلاسل کے حالات لکھنے کو اپنے لیے سعادت مندی و نیک بختی جانتے تھے،چنانچہ میر سید نوازش علی بلگرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بارھویں صدی ہجری کے قدیم بزرگ ہیں، ان کے متعلق حسان الہند حضرت مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی اپنی تاریخی کتاب ``مآثر الکرام``میں تحریر فرماتے ہیں:

``میر وارث کمالات جد بزرگوارند،صاحب مشرب بلند و معارف ارجمند،دوام اوقات بہ یاد الٰہی معمور می دارند،و طالبان را سرمہ بینائی در چشم می کشند،زاد اللہ عمرہٗ۔``

ترجمہ:میر نوازش اپنے جد بزرگوار کے کمالات کے وارث ہیں،بلند مشرب اور عظیم مقامات کے مالک ہیں،ہمہ وقت یاد الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں،اور طالبان مولیٰ کی آنکھوں میں بصیرت کا سرمہ لگاتے ہیں،اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے۔ (مآثر الکرام فی تاریخ بلگرام،ص:۱۰۷،مطبوعہ مکتبہ احیاء العلوم الشرقیہ لاہور)

انھیں اپنے جد کریم حضرت سید العارفین سید لطف اللہ المعروف لدھا شاہ بلگرامی علیہ رحمۃ اللہ الباری سے سلاسل خمسہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ نقشبندیہ مداریہ میں اجازت و خلافت حاصل تھی،ان کے جد کریم حضرت سید العارفین لدھا شاہ بلگرامی حضرت سید احمد ترمذی کالپوی علیہ الرحمۃ سے مذکورہ پانچ سلاسل میں مجاز تھے،جیساکہ مولانا آزاد بلگرامی فرماتے ہیں:

``و نیز شاہ فضل اللہ فرمودہ اند:شراب ناب میخانۂ سید احمد شاہ لدھا نوشیدند،ودیگراں درو چشیدند، آں جناب بخرقۂ خلافت و مثال اجازت سلاسل خمسہ یعنی چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و سہروردیہ و مداریہ و ودائع موفورہ رخصت انصراف یافتہ بہ بلگرام تشریف آوردند``

ترجمہ:شاہ فضل اللہ نے یہ بھی فرمایاکہ سید احمد کے میخانے کی خالص شراب شاہ لدھا نے پی ہے،بقیہ لوگوں نے تو تلچھٹ چکھی ہے،آنجناب(شاہ لدھا) خرقۂ خلافت اور سلاسل خمسہ چشتیہ قادریہ نقشبندیہ سہروردیہ مداریہ کی اجازت کا تمغہ اور کافی نوازشات سے مالامال ہوکر واپسی کی اجازت پاکر بلگرام تشریف لائے۔
(مآثر الکرام،ص:۱۰۲،مطبوعہ لاہور)

انھی مذکورہ سلاسل خمسہ کے متعلق سید نوازش علی بلگرامی کا یہ ارادہ تھاکہ ان سلاسل کے بزرگوں کے حالات جمع کروں،لیکن عدیم الفرصتی کے باعث یہ کام نہ ہو سکا،یکایک ۱۱۵۷ھ کو حضرت کے ایک محب میر محمد یوسف حسینی واسطی بلگرامی نے آنجناب کے پاس دو تحریریں ارسال فرمائیں،جن میں ان بزرگوں کے حالات لکھے ہوے تھے،اور اس بات کا اصرار کیاکہ اگر انھیں کتابی صورت میں لایا جاے،توصفحۂ ہستی پہ ایک یادگار نقش رہے،اور وابستگان سلاسل خمسہ پریشانی کا شکار نہ ہوں،پس ان دونوں تحریروں کو ایک کتاب

بنام ''سلاسل انوار فی سیر الابرار'' میں منصۂ شہود پہ لایا گیا۔چنانچہ اس کتاب کے ابتدائیہ میں حضرت سید نوازش علی بلگرامی بدست خود تحریر فرماتے ہیں:

''اس فقیر نے فیض پایا اپنے دادا اور مرشد سید العارفین سید لطف اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے،جو شاہ لدھا بلگرامی کے لقب سے مشہور ہیں،اور ان کو مرید ہونے کی سعادت حاصل ہوئی بزرگ مرتبہ قطب الاولیا میر سید احمد کاشغری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے،جو کالپی کے رہنے والے تھے،اور پانچ سلسلوں قادریہ نقشبندیہ چشتیہ سہروردیہ مداریہ کے خلیفۂ مجاز تھے،اس بنا پر خیال آیا کہ پانچوں سلسلوں کے بزرگوں کے حالات اکٹھے کروں کہ ہمیشہ کی نیک بختی کا سرمایہ بنے،لیکن تعلق داروں اور لوگوں کے ہجوم سے فرصت نہ ملتی تھی،یہاں تک کہ ١١٥٧ھ بمطابق ١٧٤٥ء میں فضیلت مآب جناب میر محمد یوسف الحسینی الواسطی بلگرامی دہلوی نے دو تحریریں ارسال فرمائیں،اور بہ شدت اظہار کیا کہ اگر یہ کتابی صورت میں آجائیں تو صفحۂ ہستی پہ ایک یادگار نقش رہے،اور ان سلسلوں میں داخل مریدوں کو بہت سی کتابوں میں سرگردانی کے بغیر اپنے بزرگوں کے احوال سے آگاہی ہو،لہذا''سلاسل انوار فی سیر الابرار''کے نام سے یہ کتاب شروع کردی...''

فقیر سید نوازش علی ابن میر عظمت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ١١٥٧ھ بمطابق ١٧٤٥

(ابتدائیہ سلاسل انوار فی سیر الابرار مترجم،ص:١٣٥،مطبوعہ قومی پریس لاہور)

نوٹ:اس کتاب کا ایک قلمی مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ یونیورسٹی میں ہے،ناچیز کو ایک کتاب بنام'جواہر شکر گنج'کے ساتھ اس کا ایک مترجم نسخہ ملا،جس سے مذکورہ بالا اقتباس نقل کیا۔

اس کے علاوہ دیگر کتب مارہرہ و بلگرام مثلا النور و البہا من اسانید الاحادیث و سلاسل الاولیا،تذکرۂ نوری،النظم اللآلی،دائرۂ قادریہ بالگرام سے ثابت ہوتا ہے کہ سلاسل خمسہ بشمول مداریہ کی اجازت وخلافت خاندان مارہرہ میں مشہور تھی۔

مذکورہ بالا جملہ حوالہ جات سے واضح طور پہ ثابت ہوا کہ سلسلۂ مداریہ میں اجازت و خلافت کا دائرہ نہایت وسیع ہے،اور اجازت و خلافت فقط متصل السند سلسلے میں ہی جاری ہو سکتی ہے،نہ کہ منقطع السند میں،کما مر سابقا،ناچیز نے مذکورہ بالا حوالہ جات فقط مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر بیان کیے ہیں،ورنہ تفصیل و تشریح کتب مداریہ میں مذکور ومسطور ہیں۔

بیعت تبرک اور سلسلۂ مداریہ

اولا تو ہم سلسلۂ مداریہ میں اجازت و خلافت کے ساتھ تبرک والے پیوند کے قائل ہی نہیں،کیوں کہ یہ قول بلا دلیل ہے اور سابق میں دلائل و براہین کے ساتھ ثابت ہوچکا ہے کہ سلسلۂ مداریہ میں اجازت و خلافت کا حلقہ نہایت وسیع ہے،اگر بالفرض تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سلسلۂ مداریہ سوخت ہے،اس لیے کہ اکثر کتب سے ثابت ہے کہ خرقۂ تبرک کے لیے بھی شیخ اتصال کا ہونا ضروری ہے،چنانچہ فتاوی رضویہ میں ہے:

''پھر بیعت بھی دو قسم کی ہے:

اول:بیعت برکت کہ صرف تبرک کے لیے داخل سلسلہ ہو جانا ،آج کل عام **بیعتیں** یہی ہیں،وہ بھی نیک نیتوں کی،ورنہ بہتوں کی بیعت دنیاوی اغراض فاسدہ کے لیے ہوتی ہے،وہ خارج از بحث ہے،اس بیعت کے لیے شیخ اتصال کہ شرائط اربع کا جامع ہو،بس ہے...محبوبان خدا کے غلاموں کے دفتر میں نام لکھا جانا ،ان سے سلسلہ متصل ہو جانا فی نفسہ سعادت ہے'' (فتاویٰ رضویہ،ج:۲۱،ص:۵۰۷،مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

شیخ اتصال کے لیے شرائط اربع کیا ہیں،اس کی وضاحت بھی فتاویٰ رضویہ میں مذکور ہے،جو درج ذیل ہے:

اول شیخ اتصال یعنی جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور پر نور سید المرسلین ﷺ تک متصل ہو جائے،اس کے لیے چار شرطیں ہیں:

(۱)شیخ کا سلسلہ باتصال صحیح حضور اقدس ﷺ تک پہنچا ہو،بیچ میں منقطع نہ ہو کہ منقطع کے ذریعے سے اتصال ناممکن۔بعض لوگ بلا بیعت محض بزعم وراثت اپنے باپ دادا کے سجادے پر بیٹھ جاتے ہیں،یا بیعت تو کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی،بلا اذن مرید کرنا شروع کر دیتے ہیں،یا سلسلہ ہی وہ ہو کہ قطع کردیا گیا،اس میں فیض نہ رکھا گیا،لوگ براہ ہوس اس میں اذن و خلافت دیتے چلے آتے ہیں یا سلسلہ فی نفسہ صحیح تھا مگر بیچ میں کوئی ایسا شخص واقع ہوا،جو بوجہ انتفاے بعض شرائط قابل بیعت نہ تھا،اس سے جو شاخ چلی وہ بیچ میں سے منقطع ہے،ان صورتوں میں۔ اس بیعت سے ہرگز اتصال حاصل نہ ہوگا،(۲)شیخ سنی صحیح العقیدہ ہو،بد مذہب گمراہ نہ ہو،(۳)عالم ہو،(۴)فاسق معلن نہ ہو۔

(فتاویٰ رضویہ،ج:۲۱،ص:۵۰۶،۷،**ملخصا**،مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

بیعت تبرک کے متعلق حضرت محقق عصر علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ نے شرح صحیح مسلم جلد نمبر چار میں یہی تشریح فرمائی ہے۔نیز مولانا آفاق مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب تصوف اور اس کے فوائد میں بھی یہی تفصیل مذکور ہے،غرض یہ کہ سلسلۂ مداریہ میں تبرکاً اجازت والا قول فقط ایک مفروضہ ہے،جس کی کوئی اصل نہیں،جبکہ اجراے سلسلۂ مداریہ کے ثبوت کے لیے مذکورہ بزرگان دین کی اسانید اجازت و خلافت ہی کافی و وافی ہیں۔

پس اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں جمیع سلاسل اولیا بالخصوص سلسلۂ عالیہ مداریہ کے فیضان سے شادکام فرمائے،نیز صحیح طریقے سے بزرگان دین کے مشن کو فروغ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔فللہ الحمد ومنہ التوفیق وعلیہ التکلان و ھو المستعان و صلي اللہ تعالیٰ علي خیر الأنام و علي آلہ و أصحابہ الکرام۔

محمد ہاشم علی بدیعی مصباحی مرادآبادی
ریسرچ اسکالر جامعہ اشرفیہ مبارک پور
وسابق متعلم مدرسہ عربیہ مدارالعلوم گوبندہ پور بریلی
بتاریخ:۹/جمادی الآخری ۱۴۴۲ھ بمطابق ۲۳/جنوری ۲۰۲۱ء

غزل

سید ضیاء الانوار ضیاؔ مکن پوری

باراز محبت سے شعلو کو بجھا دینگے
اس طرح زمانے کو ہم درس وفا دینگے

ٹکراکے بھی باطل سے ہم حق کی صدا دینگے
دنیا سے جفاؤں کے طوفان مٹا دینگے

اک بار زمانے کر پھر اتنا بتا دینگے
ہم مذہب و ایماں پر سر اپنا کٹا دینگے

دیکھاہی کریں گے وہ منھ کو مرے یارو
جب انکی حقیقت کا افسانہ سنا دینگے

جو اہل چمن بن کے پھولوں کو فنا کر دیں
ان اہل چمن کو ہم دنیا سے مٹا دینگے

ہونگے متنفر خود کفر کی صورت سے
ایمان کا جب آئینہ ہم انکو دکھا دینگے

فریاد فغاں کیسی مایوس نہ ہو بلبل
ہم اجڑے گلستاں کو پھولوں سے سجا دینگے

تم ظلم و تشدد کے پھیلاؤ اندھیروں کو
ہم دیں کی ضیاؔ بنکے ظلمت کو مٹا دینگے

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسلام کی سربلندی کے لئے دنیا کے بڑے بڑے طوفانوں سے ٹکرا گئے

حضرت ابو بکر نے اپنی توجہ ان مرتد قبائل کی طرف مبذول کی جو کھلم کھلا حلقہ اسلام سے نکل کر جاہلیت کی طرف لوٹ گئے تھے اور اسلام کے خلاف دوسرے قبائل کو بھی بغاوت کے لئے بھڑکا رہے تھے۔ شکست خوردہ قبائل بھی اپنے ہم وطنوں کو چھوڑ کر مرتدین سے جا ملے تھے۔ تب تک حضرت اسامہ کا لشکر واپس آ چکا تھا اور ان قبائل سے بھی امدادی دستے مدینہ پہنچ چکے تھے جو اسلام پر ثابت قدم تھے۔ مکہ اور طائف کے مسلمان بھی خاصی تعداد میں مدینہ پہنچ گئے۔ حضرت ابو بکر نے سارے لشکر کو گیارہ حصوں میں تقسیم کرکے ہر حصہ پر ایک ایک امیر مقرر کر دیا اور انہیں الگ الگ علاقوں میں فوجی کارروائی کے لئے روانہ کر دیا۔ لیکن تمام اکابر اور آزمودہ کار صحابی حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت زبیر بن العوام، حضرت طلحہ، حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص کو صلاح و مشورہ کے لئے اپنے پاس مدینہ ہی میں رکھا۔

(۱) طلحہ بن خویلہ اسدی

بنو اسد کا جھوٹا مدعی نبوت تھا اور خود رسول اللہ ہی کی زندگی میں نبوت کا دعوہ کر بیٹھا تھا۔ وہ ایک کاہن تھا اور لوگوں کے سامنے مقفع و مسجع عبارتیں پیش کرکے دعوی کرتا تھا کہ یہ وحی ہے۔ اس نے اپنے پیروؤں پر سے نماز میں رکوع اور سجدوں کو ساقط کر دیا تھا۔ خود رسول اللہ نے اس کے خلاف کارروائی کے لئے حضرت ضرار بن ازور کی سربراہی میں ایک فوج بھیجی تھی۔ مسلمان مختلف میدانوں میں اس کے پیچھے پھرتے رہے مگر یہ بچ بچ کر نکلتا رہا اسی۔ اسی دوران رسول اللہ کی وفات کی خبر پہنچ گئی اور مسلمان واپس چلے آئے۔ حضرت ابو بکر نے حضرت خالد بن ولید کو اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ منکر زکوۃ اور مرتد قبائل، عبس، دیبان، بنی بکر، بنی فزارہ، بنی طے، بنی غطفان اور بنی سلیم وغیرہ طلیحہ کے حامی بن گئے تھے۔ لیکن حضرت خالد بن ولید نے ان سب کو شکست فاش دی اور طلیحہ شام کی طرف بھاگ گیا اس کا قبیلہ اور اس کے حلیف دوسرے مرتد قبائل دوبارہ مسلمان ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد طلیحہ بھی مدینہ آکر مسلمان ہو گیا۔ اس لئے حضرت ابوبکر نے اس سے تعرض نہ کیا۔ اس نے حضرت عمر کے عہد میں عراق کی مہمات خاص طور سے جنگ قادسیہ میں مسلمانوں کی طرف سے بہادری کے جوہر دکھائے۔ اس کا حلیف بنی فزارہ کا سردار عینیہ بن حسن بھی گرفتار کرکے حضرت ابو بکر کے سامنے لایا گیا۔ وہ بھی فزاریوں کے ایک دستہ کے ساتھ طلیحہ کے لشکر میں شامل رہا تھا۔ اس سے پہلے غزوہ حزاب کے موقع پر بھی اپنے قبیلہ کا سردار بن کر آیا تھا۔ جس میں رسول اللہ کی سربراہی میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی تھی اور دشمن پسپا ہو کر لوٹے تھے۔ عینیہ اگر چہ بعد میں بعض حالات کے تحت مسلمان ہو گیا۔ لیکن رسول اللہ کی وفات کے بعد اس نے پھر اعلان کر دیا کہ وہ ابوبکر کی خلافت کبھی تسلیم نہ کریگا اور طلیحہ کے ساتھ مل گیا اور اب ب گرفتار کرکے لایا گیا تو حضرت ابوبکر نے معاف کر دیا۔

(۲) اسود عنسی

یمن کے اسود عنسی نے رسول اللہ کی حیات اقدس ہی میں نبوت کا دعوہ کر دیا تھا اور اردگرد کے قبائل کو اپنا ہمنوا بنا کر بہت طاقت پکڑ لیا

تھا۔ یہاں تک کہ مسلمان عامل کو نکال کر یمن کے دارالحکومت صنعاء پر قابض ہو گیا تھا حضرت ابوبکر نے حضرت مہاجر ابن امیہ مخزومی اور حضرت عکرمہ بن ابوجہل کو مدینہ سے فوجیں لے کر بھیجا تو انہوں نے مرتد قبائل کو شکست دی۔ اسود عنسی ایک ایرانی النسل مخلص مسلمان فیروز کے ہاتھوں قتل ہوا۔ مرتدین کے سردار عمرو بن معدی کرب اور قیس بن مکشوح گرفتار ہو کر مدینہ پہنچے۔ تو اپنے ارتداد اور بغاوت پر پشیمان اور تائب ہوئے۔ حضرت ابوبکر نے انہیں معاف کر دیا۔ بعد میں انہوں نے عراق اور ایران کی جنگوں میں شجاعانہ کارنامے دکھائے۔ حضرت ابوبکر نے فیروز کو یمن کا عامل (گورنر) مقرر فرمایا

(۳) سجاح بنت حارث

یہ جھوٹی مدعیہ نبوت بنی تمیم کے قبیلہ بنی عامر کی ایک شاخ بنی یربوع سے تھی۔ یہ قبائل عرب کے جنوبی حصہ میں آباد تھے اور مدینہ سے جانب مشرق خلیج فارس تک پھیلے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ شمال مشرق میں دریائے فرات تک ان کی حدود پھیلی ہوئی تھیں۔ بنو تمیم کو عہد جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں میں قبائل عرب کے درمیان خاص مقام حاصل تھا۔ یہاں کے لوگ شجاعت، سخاوت، شاعری، فصاحت اور بلاغت میں مشہور تھے۔ ان کے ایرانیوں سے بھی تعلقات تھے۔ یہ لوگ زیادہ تر قبر پرست تھے۔ اگر چہ بہت سے عیسائی بھی ہو گئے تھے۔ سجاح اپنے خاندان کے ہمراہ عراق کے عیسائی قبیلہ بنی تغلب میں پلی بڑھی تھی۔ وہ بہت حسین اور ذہین عورت تھی۔ کاہن بھی تھی اور اپنی نبوت اور سیادت کا کاروبار چمکانے کے لئے بنی یربوع میں واپس آئی۔ بنی تغلب اور بعض دوسرے عراقی قبائل کا لشکر اس کے ساتھ تھا۔ ایرانی حکومت کی سازشی پالیسی بھی اس کی پشت پر تھی۔ اس وقت قبیلہ یربوع کا سردار مالک بن نویرہ تھا وہ بھی اس کا حامی بن گیا۔ لیکن جب مالک حضرت خالد کے ہاتھوں مارا گیا تو سجاح وہاں سے بھاگ کر یمامہ میں مسیلمہ کذاب سے جاملی اور اس سے شادی کر لی اور دونوں نبوتوں کی یکجا کرنے کے نام پر آپس میں اتحاد کر لیا۔ مسیلمہ کذاب نے اس کے مہر میں عشاء اور فجر کی نماز میں تخفیف کر دی اور یمامہ کی زمینوں کے لگان کی نصف آمدنی اسے بھیجتے رہنے کا وعدہ کر لیا۔ جب مسلمانوں کے ہاتھوں مسیلمہ کو بھی شکست ہوگئی اور وہ مارا گیا تو سجاح عراق واپس چلی گئی اور اپنے قبیلہ بنو تغلب میں خاموش زندگی گذارنے لگی۔ بعد میں مسلمان بھی ہو گئی۔ یہاں تک کہ امیر معاویہ نے عام المجاعہ (قحط والے سال) اسے اس کی قوم کے ساتھ بنو تمیم میں پہنچا دیا۔ جہاں اس نے اپنی زندگی کے آخری دن پورے کئے۔

(۴) مسیلمہ کذاب

مدینہ سے قدرے جنوب مشرق یمامہ میں (علاقہ نجد) بنی بکر کی ایک طاقتور شاخ بنی حنیفہ تھی۔ یہ لوگ ۹ ھ میں عام الوفود میں مسلمان ہو گئے تھے۔ لیکن بعد میں اسی قبیلہ کے مسیلمہ بن حبیب نامی شخص نے نبوت کا دعوی کیا تو قبائلی عصبیت کی بنا پر بنی حنیفہ کے چالیس ہزار جنگجو اس کے گرد جمع ہو گئے اور جب سجاح نے اس سے نکاح کر لیا تو اس کی فوج بھی مسیلمہ کے ساتھ ہو گئی۔ منکرین زکوۃ، مرتدین اور مدعیان نبوت میں مسیلمہ کی پوزیشن سب سے زیادہ مضبوط تھی اور وہ اہل اسلام کے لئے سب سے بڑا چیلنج بن گیا تھا۔

حضرت ابوبکر نے شرجیل بن حسنہ اور عکرمہ بن ابوجہل کو اس سے نمٹنے کے لئے بھیجا تھا۔ لیکن وہ متحد ہو کر لڑنے کے بجائے الگ الگ لڑے اور دونوں نے ہزیمت اٹھائی، حضرت خالد 'بنو اسد' 'بنو غطفان' اور اس علاقہ میں بسنے والے دیگر قبائل کی سرکوبی سے فارغ ہو چکے تھے۔ ان تمام قبائل نے اسلام قبول کر لیا تھا اور مدینہ کی حکومت کو بھی تسلیم کر لیا تھا۔ اس لئے حضرت خالد نے مالک بن

نویرہ اور دوسرے قبائل کا رخ کیا اور بطاح پہنچ گئے۔ مگر مالک بن نویرہ نے اسلامی لشکر کے مقابلہ میں آنے کی بجائے اپنی قوم کو گردونواح میں منتشر کر دیا اور خود بھی روپوش ہو گیا۔ حضرت خالد نے میدان خالی پایا تو اپنے لشکر کو مختلف دستوں میں منقسم کر کے اردگرد کے علاقوں میں روانہ کر دیا۔

حضرت خالد کا بھیجا ہوا دستہ مالک بن نویرہ کو بنی یربوع کے چند اور آدمیوں سمیت گرفتار کر لایا۔ حضرت خالد نے مالک کو قتل کرا دیا اور حضرت ابوبکر کے حکم پر مسیلمہ سے جنگ کرنے کے لئے یمن روانہ ہو گئے۔ حضرت ابوبکر نے مزید کمک بھی بھیج دی، اس کمک میں انصار حضرت ثابت بن قیس اور براء بن مالک کی سربراہی میں اور مہاجر ابو حذیفہ بن عتبہ اور زید بن خطاب کے ماتحت تھے۔ دوسرے قبائل میں سے بھی ہر قبیلہ کا سردار علیحدہ تھا۔ ان لوگوں میں قرآن مجید کے حافظوں اور قاریوں کی بھی بھاری تعداد شامل تھی۔ اس طرح ایک خاص دستہ ان صحابہ کا تھا جنہوں نے جنگ بدر میں حصہ لیا تھا۔

مسیلمہ کذاب نے اپنا ستر ہزار کا لشکر عقربا کے مقام پر جمع کیا۔ ایسے عظیم الشان لشکر کا ذکر عربوں کی تاریخ میں اس سے پہلے کہیں نہیں ملتا۔ یہ دن اپنی نوعیت کے لحاظ سے تاریخ اسلام میں ایک منفرد دن ہے۔ کیونکہ اسلام اور نبوت کا ذبہ کا آخری مقابلہ تھا اور یمن، عمان مہرہ، بحرین حضر موت اور عرب کی جنوبی جانب مکہ اور طائف سے خلیج عدن تک کے تمام علاقوں کی نظریں اس میدان پر جمی ہوئی تھیں۔ ایرانی بھی بڑی بے صبری سے اس جنگ کے نتیجہ کے منتظر تھے۔ مسیلمہ کذاب کی فوج بڑے جوش و خروش سے لڑی۔ حتی کی کئی بار مسلمانوں کو پیچھے ہٹنا پڑا لیکن بالآخر مسلمانوں کے جذبہ جہاد اور عزم و استقلال کے سامنے اس کے پاؤں اکھڑ گئے اور مسیلمہ کذاب اپنی قوم کے ساتھ پاس ہی واقع اپنے باغ میں گھس گیا جو بہت طویل و عریض تھا اور حدیقۃ الرحمن کہلاتا تھا۔ اس کے چاروں طرف قلعہ کی طرح بلند دیواریں کھڑی تھیں۔

مسلمانوں نے باغ کا محاصرہ کر لیا اور ایک دن حضرت براء بن مالک اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ کسی طرح دیوار پر چڑھ کر اندر کود گئے۔ انہوں نے بیسیوں افراد کو قتل کرنے کے بعد دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلنا تھا کہ مجاہدین ٹوٹ پڑے۔ بنو حنیفہ بھاگنے لگے۔ لیکن باغ سے نکل کر جانا ممکن نہ تھا۔ اس لئے بے بسی سے جہنم رسید ہو گئے۔ غزوہ احد میں حضرت حمزہ کو شہید کرنے والا حبشی غلام وحشی بھی اس جنگ میں مسلمانوں کی طرف سے لڑ رہا تھا۔ انہوں نے اپنا مخصوص ہتھیار چھوٹا سا نیزہ تاک کر مسیلمہ کے مارا اسی وقت ایک انصاری نے بھی مسیلمہ پر اپنی تلوار سے وار کیا اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ مسیلمہ کی موت کی خبر سے بنو حنیفہ کے حوصلے پست ہو گئے۔ ان کی بڑی تعداد قتل ہوئی اس دن سے حدیقۃ الرحمن اک نام حدیقۃ الموت پڑ گیا۔

حضرت ابوبکر مقرر کردہ دوسرے فوجی سپہ سالاروں سویین مقرون اوی، علا بن محضرمی، حمیر کے حذیفہ بن محصن غلفانی، عرفجہ بن ہرثمہ، حضرت عمرو بن عاص، معین بن حاجز سلمی اور خالد بن سعید نے حضر موت کندہ بحرین عمان اور مہرہ میں خونریز جنگوں کے بعد فتنہ ارتداد کا خاتمہ کر دیا۔ اکثر سرغناؤں نے توبہ کر لی اور نو مہینے کے عرصہ میں سارے عرب میں مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک مکمل امن و امان اور غلبہ اسلام قائم ہو گیا اور اللہ نے اپنے دین کو سربلند کر دیا۔

ہجری سن کی ابتدا کب اور کیوں ہوئی

مولانا محمد شفاعت علی

خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق کے دور خلافت میں جو در حقیقت آثار نبوت کی ترتیب وانضباط کا عہد تھا۔ ہجری کا آغاز ہجرت کے سولہویں سال اس وقت ہوا جب کہ حضرت عمر فاروق کے سامنے ایک دستاویز پیش کی گئی۔ جس پر شعبان کا مہینہ درج تھا۔ آپ نے فرمایا کون شعبان؟ گزشتہ برس کا یا آئندہ سال کا؟ اس کے بعد فوراً آپ نے اکابر صحابہ کا اجلاس بلایا اور ان سے کہا کہ اب حکومت کے وسائل بہت وسیع ہو گئے ہیں لہذا اب حکومت کے حساب کتاب کے لئے کسی ایسے طریقہ کی دریافت ضروری ہے۔ جس سے اوقات کار ٹھیک طور پر منضبط ہو سکیں۔ اس پر بعض رومی سنہ اپنانے اور بعض نے ایرانی سنہ کو اختیار کرنے کا مشورہ دیا، اسے مسترد کر دیا گیا۔ بعض دیگر صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت با سعادت اور بعض نے یوم بعثت مبدا تاریخ بنانے کا مشورہ دیا۔ مگر اس پر بھی اتفاق رائے نہ ہو سکا، آخر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دیگر صحابہ کرام نے مشورہ دیا کہ تاریخ کی ابتداء ہجرت سے کی جانی چاہئے۔ کیونکہ یوم ولادت یا یوم بعث کی نسبت یوم ہجرت زیادہ مشہور اور اظہر ہے۔ چنانچہ اس پر اتفاق رائے ہو گیا۔ اسی دن سے ہجری کی بنیاد پڑ گئی۔ پھر ولادت تو ماہ ربیع الاول میں ہوئی تھی اسی امام مالک کے نزدیک تو سال کا آغاز بھی اسی مہینے سے ہوتا ہے۔ لیکن جمہور کے نزدیک چونکہ اسلامی سال محرم سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے یوم ہجرت سے دو ماہ پیچھے ہٹ کر ابتدا محرم سے قائم کیا گیا۔ (البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۳ ۷ الفاروق ۱۱۷ حصہ دوم)

مذکورہ روایت کے اجراء سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بھی بہت سے سنہ رائج تھے۔ جیسے بابلی رومی اور ایرانی وغیرہ مگر انہیں اختیار نہیں کیا گیا۔ تھوڑی دیر کے لئے ذرا سوچیں کہ احساس ضرورت پر مزاج شناسان نبوت نے الگ سے اپنے سنہ کے اجرا کا فیصلہ کیوں کیا۔ جبکہ دوسرے بہت سے امور ہیں۔ اقوام مفتوحہ کے طور طریقوں کے اپنانے میں کوئی حرج محسوس نہیں کیا گیا۔ جیسا کہ قواعد حساب اور مختلف علاقوں کے لئے علاقائی زبانیں سرکاری دفاتر میں لے لی گئی تھیں۔ جب ہم اس پر غور کرتے ہیں تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ جن طریقوں کو اپنایا گیا در حقیقت ان کا تعلق علوم وفنون سے تھا، اور علوم وفنون کسی کی جاگیر یا وراثت نہیں بلکہ وہ تو ضالتہ المومن ومومن کی نکشدہ ہیں۔ جہاں سے ملیں مومن ہی ان کا زیادہ اہل حق دار ہے۔

تواریخ وسنین کا معاملہ ان سے مختلف ہے ورنہ آپ اسے بھی اختیار کر لیتے، کیونکہ کسی قوم کا سنہ اس کی انفرادی حیثیت کو نہ صرف برقرار رکھتا ہے بلکہ قوم کے نقوش روایات کو صفحہ ہستی پر ثبت کرتا ہے اور اس کے تشخص کو نشوونما دیتا ہے۔

اسلام دیگر اقوام اور ان کے مذاہب کے اثبات کا پیغام نہیں بلکہ ان کے محو فتح کا نام ہے، وہ نہیں چاہتا کہ جو دین تسلط وغلبہ کے لئے آیا ہے وہ ایک ملی ضرورت میں ملت اسلامیہ کو دوسری اقوام کا دست نگر بنا کے رکھا۔ اسلام نہیں چاہتا کہ امت مسلمہ کو اغیار کے تشخص کو برقرار رکھنے کے لئے بطور آلہ کار استعمال میں لایا جائے اس لئے اسلام نہ صرف ضرورت کو پورا کرتا ہے بلکہ وہ پوری ملت

اسلامیہ کو اس میں مزبوط دیکھنا چاہتے ہے گویا سنہ ہجری کو پوری ملت کے لئے ایک حرف رابطہ کی حیثیت قرار دیتا ہے۔ کسی قوم کا انفرادی سنہ نہ صرف اپنی قومی روایت کو قائم و دائم رکھتا ہے بلکہ وہ ان کا لوہا دوسروں سے بھی منواتا ہے، دین اسلام اس بات کا زیادہ اہل ہے کہ اس کی روایت کے نقوش صفحہ عالم پر ہمیشہ کے لئے ثبت رہیں اور اس کی امتیازی حیثیت کو نہ صرف اجاگر کیا جائے بلکہ اس کی حقانیت دوسروں سے منوائی جائے۔ شاید انہی مصالح وحکم کے پیش نظر اور ایک اہم ضرورت کو پورا کرنے کی خاطر حجرت عمر فاروق نے دوسری اقوام کی اقدار کو مستعار لینے کی بجائے اپنے ہی پیغمبر کی زندگی کے کسی ایسے مزکجر کو تلاش کرنا چاہئے جسے اسلامی سند کا نقطہ آغاز بنایا جا سکے

نقطہ آغاز ہجرت ہی کیوں؟

مگر پیغمبر اسلام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی زندگی تو ہر نوع کے واقعات سے بھر پور تھی، اس میں شاندار فتحات بھی تھیں کامیاب غزوات بھی، انقلاب انگیز معرکے بھی، لیکن ان تمام واقعات سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف ہجرت ہی کو نقطہ آغاز کیوں بنایا گیا۔ اس سلسلے میں جب ہم دنیا کی مختلف اقوام اور ان کے تہذیب وتمدن پر نگاہ ڈالتے ہیں۔ سینن کے قائم کرنے میں اصولی طور پر وہ باتوں میں قدس مشترک نظر آتی ہیں۔

(۱) پہلی بات یہ کہ ان تمام اقوام کے سینن کا نقطہ آغاز یا مرکز محور قومی شخصیت ہونے کی وجہ سے ان کے سینن بھی محض قومی ہیں ان کا آغاز وانجام ان کی ابتدا وانتہاء اول وآخر ہی ایک قوم ٹھہرتی ہے۔

(۲) دوسری بات جس میں مختلف اقوام اس معاملہ میں مشترک نظر آتی ہیں یہ ہے کہ دنیا میں جس قدس سینن رائج ہیں سب کا آغاز کسی ایسے واقع سے ہوتا ہے جو ان کیفتح مندیوں اور کامرانیوں کی داستان کا نقطہ آغاز رہا ہو اور اپنے پہلو میں ظاہر مسرتوں اور خوشیوں کی داستان رکھتا ہو۔ کسی مرکزی شخصیر کی پیدائش ہو یا کسی بڑے بادشاہ کی تخت نشینی، کسی میدان کارزار کی فتح مبین ہو یا کسی سلطنت ومملکت کا انقلا، تمام اسی فکر ونظر کی طرف نشاندہی کرتے ہیں۔ جس کا ہم نے ذکر کیا یعنی قومی تشخص اور یاد مسرت۔

مگر اسلام کے سپوتوں کو جب اس ضرورت کا احساس ہوا تو ان کی نظر انتخاب نہ تو داعی اسلام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے جشن پیدائش پہ ٹھہری۔ جس کے سامنے تمام خوشیاں ہیں۔ کیونکہ سامنے شخصیت آتی تھی نہ کہ ان کا عمل اور نہ انہوں نے آغاز تاریخ کے لئے یوم بعث یا نزول وحی کے پہلے دن کو منتخب کیا۔ اس لئے کہ یہ تو عمل کی ابتدا تھی نہ کہ تکمیل وانتہا۔ ان کے سامنے بدر کی شاندار فتح بھی تھی جس نے شوکت اسلام اور غلبہ حق کا اعلان کرنے کے ساتھ ساتھ باطل قوتوں کے ایوانوں میں کہرام پہنچا دیا۔

وہ دوسری قوموں کی طرح اگر کسی فتح کو یادگار بنانا چاہتے تو داعی اسلام کی میں فتح مندیوں کا اور کامرانیوں کا ایک لامتنا ہی سلسلہ ان کے سامنے تھا۔ بے سروسامانیوں کی حالت میں بدر کی تاریخی دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ تلواروں کی چمک میں مکہ میں فاتحانہ داخلہ حجۃ الوداع میں ہزاروں نفوس قدسیہ کا وہ عظیم الشان اجتماع جو ہر قسم کی فتح وتسخیر کا ایک واضح اعلان اور دین اسلام کی تکمیل کا ایک غیر مبہم پیغام تھا۔ یہ اور اس قسم کے اذر بہت سے اور بہت سے کارنامے ان کے سامنے تھے۔ مگر اسلام کی مقتدر ہتیوں کی نظر انتخاب ان میں سے کسی پر نہ ٹھہری۔ ہادی اسلام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی تعمیل وتربیت نے ان کے دل ودماغ کو جس سانچے میں ڈھال دیا تھا اس معیار پر ان میں سے کوئی بھی انہیں پوری اترتی دکھائی نہ دیتی تھی۔ گو دوران مشورہ جشن ولادت اور ابتدا لعبت کو

مبداء تاریخ بنانے کا خیال ہوا۔ لیکن آخرکار اتفاق رائے اسی پر کہ نقطۂ آغاز اس دن کو بنایا جائے جس دن کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی۔ آیئے تھوڑی دیر کے لئے اس بات پر غور کریں کہ ہجرت کا اختصاص کیوں؟ جبکہ ہجرت نہ تو عام اصول اقوام کے مطابق کسی کی پیدائش کا جشن ہے نہ کسی عروج وانعال کی یادگار، نہ کسی فتح وکامرانی کا شاہکار، نہ کسی فتح بہ وتسلب کا اظہار بلکہ اس کے برعکس لفظ ہجرت تو اول دفعہ میں ہمارے سامنے اسلام کے اس دور کا نقشہ پیش کرتا ہے۔ جس میں اسلام اور اہل اسلام کی بے کسی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ اگر ایک طرف مظلومیت کی انتہا تھی تو دوسری طرف ظلم واستبداد کی۔

اسلام کا دم بھرنے والوں اور اللہ احد، کا نعرہ بلند کرنے والوں کو محض اسلام کی وجہ سے اس قدر مصائب وآلام برداشت کرنے پڑ رہے تھے کہ آج بھی ان کے تصوہ سے آدمی کانپ اٹھتا ہے، رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، جوش انتقام سے دماغ کھولنے لگتا ہے، جرم وستم کی انتہا تھی کہ اہل اسلام کے لئے اپنے وطن اور گھر میں جینا دو بھر کر دیا گیا تھا اور تو اور خود داعی اسلام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو اپنے مولد میں زندگی گزارنا ناممکن ہوگیا تھا۔ مظلومیت و بے چارگی کی انتہا کہ بیت اللہ کی مجاورت، اپنے وطن کی سکونت، جانثاروں کی جماعت، رات کی تاریکی میں ان سب کو خیرباد کہہ کر پہاڑ کے دامن میں پناہ لینے پر مجبور ہوگئے۔ یہ ہے وہ یوم ہجرت جو اسلامی سنہ کا نقطہ ٹھہرا۔ پیغمبر اسلام کے تربیت یافتہ اور خداشناسا نفوس قدسی نے اسے بلاتامل وتردد قبول کرلیا۔ یہ واقعہ کسی فتح کی یادگار ہے؟ آخر اس میں کون سی شان وشوکت مضمر ہے؟ ٹھیرئے، تھوڑی دیر کے لئے اس پر غور کرتے چلیں۔

داعی اسلام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی حیات طیبہ اصولی طور پر دو ادوار میں منقسم ہے۔ پہلا دور ذہن سازی اور تربیت کا دور ہے۔ بالفاظ دیگر داخلی قوتوں کے اجاگر کرنے کا عہد ہے، یہ مکی زندگی کا زمانہ ہے۔ جو پیغمبر اسلام کی بعثت سے شروع ہوتا ہے اور ہجرت پر ختم ہوجاتا ہے۔

دوسرا دور اعمال کا ہے، عملی نقشوں کو آگے بڑھانے کا ہے مخالف طاقتوں سے برسرپے کار ہونے کا ہے۔ میدان کارزار میں دشمن سے نبردآزما ہونے کا ہے۔ اس مشن کو اکناق عالم میں پہنچانے کا ہے۔ یہ مدنی زندگی کا زمانہ ہے جو ہجرت سے شروع ہوتا ہے اور حجۃ الوداع پر ختم۔ اس کی ابتداء مدینہ کی فتح سے ہوئی اور تکمیل فتح مکہ پر پہلے دور میں میدان عمل انسانوں کے دل اور دوسرے دور میں میدان عمل اعضاء انسانی اور بند ارکان و جوارح اس میں شک نہیں کہ جسم انسانی میں مرکزیت دل ہی کو حاصل ہوتی ہے۔ جب دل کی زمین ہموار ہوجاتی ہے تو ارکان وجوارح سے اعمال بطور نتائج خود بخود ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ گویا پہلا دور نتائج وثمار کا نہیں بلکہ تخم کی داخلی استعداد کو اجاگر کرنے کا ہے۔ برگ بار کا نہیں۔ بیخ و بن کی مضبوطی اور اصلاح کا ہے ستون ومحراب کا نہیں بنیادیں استوار کرنے کا ہے۔ ظاہری اظہار وظہور کا نہیں، باطنی ترقی وعروج کا ہے، خطہ زمین پر حکمرانی کا نہیں، قلوب انسانی پر بادشاہی کا ہے، اجسام پر تسلط وغلبہ کا نہیں، ارواح پر فتح واقبال ہے۔ اجسام کی تعلیم وتربیت کا نہیں، نفوس کی تہذیب تزکی کا ہے، نیابتارضی کا نہیں خلافت قلبی کا ہے، متناہی نتائج کا نہیں بلکہ لامتناہی نتائج کی استعداد کا ہے، محدود حکومت دامارہ کا نہیں، لامحدود بادشاہت کا ہے۔

مکی اور مدنی دونوں ادوار اپنی اپنی امتیازی شاہ رکھتے ہیں مگر اس میں شک نہیں کہ ایک سبب ہے تو دوسرا نتیجہ۔

تلاش کرن یپر ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی

میں ایک ایسا مرکزی دائرہ عمل بھی مل سکتا ہے۔جس میں سبب اور نتیجہ دونوں جمع ہوں یعنی اسی میں سبب کی تکمیل ہو رہی ہو اور اسی سے نتیجہ کا آغاز بھی۔ ایسا عمل ہجرت کو سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔صرف ہجرت ہی ایسا عمل ہے جہاں مکی دور کی تکمیل ہو رہی ہے اور اسی نقطہ سے مدنی زندگی کا آغاز ہو رہا ہے۔اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مدنی دور کی تمام تر فتوحات شوکت اسلام کا اظہار اسی ہجرت میں پنہاں ہے۔اسی عظیم قربانی کے نتائج وثمرات ہیں۔اس لئے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ درحقیقت یہی دن اسلام کی عظمت وجلال، ثبات واستقلال،عروج لازوال اور فتح واقبال کا نقطۂ آغاز ٹھہرتا ہے۔شاید اسی مناسبت سے اسلامی سنہ کا آغاز بھی اسی نقطۂ عروج اسلام سے کیا

شرعی حیثیت

قرآن مجید میں تین مقامات پر علم سنین اور حساب کا ذکر کیا گیا ہے۔جن میں سے ایک آیت سے یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ تاریخ کا تعین شمسی تغیرات سے بھی ہو سکتا ہے۔مگر قرآن پاک سے جس کو لوگوں کے لئے اختیار کیا۔وہ چاندی گردش سے حاصل ہونے والا حساب ہے۔ چنانچہ سورہ یونس میں ہے اللہ تعالیٰ نے چاند کی مختلف منزلیں مقرر کر دیں۔تاکہ تم برسوں کا شمار اور حساب جان لیا کرو۔" مولانا عبد الماجد دریابادی اس آیت کریمی کی تفسیر میں رقمطراز ہیں۔"لتعلمو کو قدرہ سے متعلق رکھنے سے منشاء خداوندی یہی معلوم ہوتا ہے کہ وقت وزمانہ کا حساب وکتاب تقویم قمری ہی کے مطابق رکھا جائے۔"

پھر اسلام کے بنیادی ارکان کا ایک معتدبہ حصہ قمری ماہ وروز سے متعلق ہے۔ چنانچہ خود قرآن پاک میں روزہ اور حج کے احکام کے درمیاں صحابہ کرام کے اس سوال کو ذکر کیا گیا۔"وہ آپ" سے نئے چاندوں کے باب میں دریافت کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے وہ لوگوں کے لیئے (احکام) حج وغیرہ کے سلسلے میں آلہ شناخت اوقات ہیں۔"

اس سے معلوم ہوا کہ حج روزہ، زکوٰۃ اور دیگر بہت سے شرعی معاملات میں قمری حساب ہی معتبر ہے اور یہ سب احکام واجب الادا ہیں۔ ان کی ادائیگی قمری حساب کے معلوم کرنے پر وقوف ہے۔لہذا قمری حساب کا جاننا اور تاریخ وغیرہ کا یادرکھنا ضروری ہوا۔ اسی لئے بہت سے مفسرین نے لکھا ہے کہ قمری حساب کا یادرکھنا فرض کفایہ ہے۔ پھر یہ قمری حساب ایک طرح کا اسلامی شعار بھی ہے۔ شمسی حساب کو ناجائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔ پھر یہ کہ اس کا رواج اتنا عام نہ ہو جائے کہ قمری حساب کا بالکل بھلادیں۔کیونکہ ایسا کرنے میں عبادات مذکورہ کی ادائیگی میں خلل ضرور آئیگا۔ جیسا کہ اس زمانے میں عام دفتروں اور کاروباری اداروں بلکہ نجی اور شخص مکاتبات میں بھی شمسی رواج کا ایسا رواج ہو گیا ہے کہ بہت سے لوگوں کو اسلامی مہینے بھی پورے یاد نہیں رہے۔ یہ شرعی حیثیت کے علاوہ غیرت ملی کا بھی دیوالیہ پن ہے۔(غیرت ملی ہو بھی تو)

دیگر اسرار ورموز

پھر یہ قمری حساب یا اسلامی سنہ دیگر سنین کی نسبت اصول فطرت سے زیادہ ہم آہنگ ہے۔ کیونکہ قمری ماہ ومصنوعی یا خود ساختہ نہیں بلکہ فطرت کے اصول وضوابط سے ترتیب دیتے ہیں، چاند کی گردش مکمل ہونے سے مہینہ وجود میں آتا ہے۔انہی مہینوں سے سال بنتا ہے،وہ بھی فطرتی ہوا۔

لیکن شمسی حساب میں مہینہ بالکل مصنوعی اور خود ساختہ ہے۔ان مصنوعی مہینوں سے بنا ہوا سال مصنوعی ہوگا۔اسلامی سنہ ہجری میں دوسری خوبی یہ ہے کہ اسلام کی طرح اس لاسنہ بھی عالمگیر ہے۔کیونکہ اس کا تعلق چانداور چاند کی گردش کے تغیرات افق سماوی

اس قدر نمایاں ہوتے ہیں کہ اسے عالم جاہل، دیہاتی، بددی، جزائری حتہ کہ دامن کوہ میں رہنے والا جنگلی بھی آسانی سے معلوم کر سکتا ہے۔

لیکن شمسی حساب اس خوبی سے بالکل محروم ہے۔ کیونکہ جاہل تو جاہل بڑے سے بڑا سائنس دان بھی شمسی تغیرات کو غیر مسلح آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا اور پھر اس میں اس قدر تصنع اور تعمق ہے کہ آلات رصدیہ اور قواعد ریاضیہ کی مدد کے بغیر اس معمہ کو سر نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو مہینے کے ابتدائی مصنوعی طریقے (جنتری یا کیلنڈر وغیرہ) سے معلوم نہ ہو تو وہ زندگی بھر عیسوی تاریخ کے تعین سے جاہل رہے گا۔

تیسری خوبی یہ ہے کہ عیسوی سال بڑا اور اسلامی سال چھوٹا ہے۔ یہ فرق تقریباً گیارہ دن کا ہے۔ اس طرح عیسوی یا شمسی حساب کے مطابق ماہانہ تنخواہ پانے والوں کی تنخواہ کا خاصا حصہ اس مصنوعی کثرت کی نذر ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر کسی کی کل مدت ملازمت ۳۰ سال ہے اور اس کی ماہانہ تنخواہ ایک ہزار روپے ہے تو عیسوی حساب کے مطابق اس کا کل تنخواہ تین لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ بنتی ہے۔ جبکہ اسلامی جبکہ اسلامی سال کے مطابق تنخواہ کی کل رقم تین لاکھ اکہتر ہزار روپیہ بنے گی۔ گویا شمسی حساب کے مطابق تنخواہ لینے میں گیارہ ہزار روپے کا خسارہ اٹھانا پڑا۔ تنخواہ اگر دو ہزار روپے ماہانہ ہو تو خسارہ بائیس ہزار روپے روپے، اگر چار ہزار روپے ہے تو خسارہ بیالیس ہزار روپے ہوگا۔ وقس علی ہند

شاید ایسی ہی بے شمار خوبیوں کی بنا پر قرآن وحدیث میں قمری حساب کو اختیار کیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو آج بھی یہ حالت دعوت دے رہی ہے کہ انہیں اپنی اچھی چیزوں کو خیر باد کہہ کر اغیار کی گھٹیا چیز اختیار کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کے من وسلویٰ کے بجائے لہسن و پیاز کے مطالبہ پر فرمایا تھا۔ ”کیا جو چیز ادنی ہے تم اسے لینا چاہتے ہو، اس چیز کے مقابلہ میں جو بہتر و برتر ہے۔

غزل

سید سرکار حسین خاور مرحوم رحمتہ اللہ علیہ

سناٹوں سے یارانہ ہے ہنگاموں سے جی بیزار
اجڑی ہے جب سے دل کی دنیا سونا سونا ہے سنسار
یوں تو اپنے اپنے عمل کے مالک ہیں اور سب مختار
پھر بھی ہے دنیا میں مثالی دکھ کے ماروں کا کردار
تیرا اترائے نیم نگاہی کیا جانے کیا ہونا ہے
اپنے تو دل کا یہ عالم ہے کچھ خوابیدہ کچھ بیدار
اچھا ہے امید تجسس آنکھوں سے اوجھل ہی رہے
اکثر راہی تھک جاتے ہیں دیکھ کے منزل کے اثار
میرے دل کے توڑنے والے کیوں جھجکیں کیوں گھبرائیں
دل ہے یہ شیشہ تو نہیں ہے جس میں پیدا ہو جھنکار

قطعہ

علامہ ادیب مکن پوری

عظیم مرتبت و ذی وقار کا دامن
نصیب ہے بڑے با اختیار کا دامن
ہمیں حوادث دوراں ستا نہیں سکتے
ہمارے سر پہ ہے قطب المدار کا دامن

اسلامی دور میں سائنس علوم وفنون کی جلوہ گری

ظہور اسلام سے قبل یونان ،مصر، بابل اور روم کی ایسی رترقی یافتہ سلطنتیں تھیں جنہیں اس زمانہ میں علم و دانش کا گہوارہ سمجھا جاتا تھا۔ پوری دنیا ان کے سائنسی کارناموں کو دیکھ کر محو حیرت تھی ۔مگر ان کے تمام کارنامے مسلمانوں کی ایجادات کے سامنے ہیچ ہیں۔اس کا اعتراف خود اہل مغرب بھی کرتے ہیں۔ بحرابیض کے ساحل سے بحراخضر شالی ساحل تک اور بحراسود سے بحرعرب اور بحرہند کے ساحل تک کے وسیع وعریض علاقے میں پھیلی ہوئی اسلامی سلطنتوں میں ایسی ایسی ایجادات ہوئیں کہ انہیں دیکھ کر اہل مغرب بھی ششدر وحیران حیران رہ گئے۔ روحانی علوم وفنون کے علاوہ تمام مادی علوم وفنون اور صنعت وحرفت کو مسلمانوں نے اس درجہ کمال تک پنچایا کہ اس کے سامنے تمام سابقہ کامیابیاں ہیچ نظر آنے لگیں اور پوری دنیاہ سوچنے پر مجبور ہوگئی کہ وہ مذہب جس کی آبیاری عرب کے بے کیف ریگسانوں میں ہوئی تھی آج اس کی کامیابیوں میں ہی ان کی بھی کامیابی پوشیدہ ہے۔مغربی مورخین نے سائنسی علوم وفنون کے دور کو دوادوار میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا دور ۲۲۳ قبل مسیح سے ظہور اسلام تک کا ہے اور دوسرا دور ظہور اسلام کے بعد کا ہے۔

جب ہم دور اسلامیہ سائیسی علوم وفنوں کے درخشاں باب کا ذکر کرتے ہیں تو ہماراذ ہن سب سے پہلے اس عہد کے ان علمی وادبی ذخائر کے طرف جاتا ہے جو کہ بادمخالف، نامساعد حالات اور دشمنوں کے ذریعہ لائی گئی بار بار کی تباہ کاریوں کے باوجود دنیا کے مختلف کتب خانوں میں آج بھی لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ یہ کتابیں اور غیر مطبوعہ مسودے زیادہ تر عربی زبان میں ہی ہیں۔عربی صرف درس وتدریس اور عرب کے رؤسا کے زبان نہیں تھی بلکہ اس نے پوری ملت اسلامیہ کو متحد کرنے میں بھی اہم رول ادا کیا تھا۔اسپین (یورپ) سے بغداد تک عربی صرف مسلمانوں کی م قدس کتاب قرآن حکیم کی زبان نہیں تھی بلکہ اس نے سلطنت کے فروغ میں بھی کافی اہم رول ادا کیا تھا۔ مورخین کے مطابق ۷۶۱ء س ء ۱۷۱۱ء تک کا دور اسلامی سائنس اور ٹیکنالوجی کے فروغ کا زریں دور تھا۔خلفا اور امیروں نے سماجی، ثقافتی اور سائنسی ترقی کے لئے اپنی سلطنتوں میں علیشان مدارس، تحقیقی ادارے اور جدید تجربہ گاہیں قائم کیں اور ان کی سرپرستی کی جن میں شب وروز تحقیق وجستجو کا سلسلہ جاری رہتا۔ اموی خلفاء نے اپنی سائنسی پالیسی کے تحت بڑے پیانہ پر یونانی، لاطینی اور سنسکرت زبانوں میں موجود نادر اور نایاب کتابوں کے عربی زبان میں ترجمے کروائے ۔ نادر ونایاب کتابوں کے حصول کے لئے انہوں نے دور دراز کے ملکوں میں اپنے سفارتکار بھی بھیجے۔اموی دور میں ''بیت الحکمت'' اور ''خزینۃ الحکمت'' قائم تھے جہاں ۔مشہور علماء اور ماہرفن موجودع تھے جو سائنس اور دوسرے علوم کی کتابوں کے ترجمے بڑی مہارت سے آسان عربی میں کیا کرتے تھے۔ بعد میں انہی اداروں سے فلکیاتے رصدگاہیں بھی منسلک کردی گئیں۔ اموی خلیفہ نے ایک رصدگاہ بغداد میں قائیم کروی تھی اور دوسری مشق میں۔

فاطمی خلفا نے بھی اپنے پیش روخلفا کی سائیسی پالیسی کو جاری رکھا۔ اس دور میں ''دارالحکمت'' میں کتب خانوں اور مدارس کے علاوہ لکچر روم بھی شامل کردئے گئے تھے جہاں ماہرین علم وادب اور دانشوروں کا جم گھٹ لگا رہتا۔ ہر روزنت نئے موضوعات پر مدلل

بحثیں ہوا کرتیں۔ مسجدوں میں ایسے مدارس بھی قائم کیے گئے تھے جہاں درس وتدریس کے ساتھ تحقیق وجستجوں کا کام بھی ہوا کرتا تھا ایسے مدارس میں کتب خانوں اور تمام سہولیات سے آراستہ تجربہ گاہیں اور رصدگاہیاں بھی بنی ہوتی تھیں۔ حکومت اس عہد کے مدارس کی زندہ مثالیں ہیں۔ حکومت وقت کی سرپرستی کے علاوہ اس دور کے مسلمان سائنس دانوں نے اپنی رہائش گاہوں پر ذاتی تجربہ گاہیں بھی کر قائم کر رکھی تھیں جن میں وہ مختلف موضوعات پر تحقیق کیا کرتے تھے۔ ویسے بھی خلیفہ اور حکمراں ہر ماہ اپنے ملک کی سائنسی سرگرمیوں کا باضابطہ معائنہ کیا کرتے تھے اور ایک ایسا محکمہ بھی قائم تھا جہاں سائنسی تحقیقات کی رپورٹیں تیار کی جاتیں اور انہیں خیفہ کے سامنے رکھا جاتا تھا۔

جہاں تک مختلف زبانوں کی نادرونایاب کتابوں کے ترجمہ کا تعلق ہے تو اس کا آغاز اموی دور کی ابتدا کے ساتھ ہی ہو گیا تھا۔ پہلی صدی ہجری کے آخر تک اسلامی سلطنتوں کی سرحدیں جنوب مغربی یوروپ سے وسط اشیا تک پھیل چکی تھیں۔ عربی زبان بولنے، سمجھنے اور پڑھنے والوں کا حلقہ روز بروز سیع ہوتا جارہا تھا۔ یہ زبان دوسری زبانوں سے نئے الفاظ اخذ کرتی جارہی تھی۔ دوسری صدی ہجری کی اختتام اور تیسری صدی ہجری کے اوائل میں یعنی آٹھویں اور نویں صدی عیسوی تک ابوزید عبیدہ اور الاسمائی وغیرہ جیسے کئی مشہور مسلم دانشوروں اور مفکروں کے ناموں سے دنیا مانوس ہو چکی تھی۔

مغربی تاریخ داں جارج سرٹون نے اپنی کتاب "ہسٹری آف سائنس میں آٹھویں صدء عیسویں سے گیارہویں صدی عیسوی تک کے مسلم سائیس دانوں اور مفکرین کے کارناموں کی تفصیلات درج کی ہیں۔ اس کی کتاب کے پورے سات ابواب سات مسلم سائنس دانوں کے نام منسوب ہیں جیسے خوارزمی دور اور البیرونی دور وغیرہ ہر ایک باب پچاس سال کی سائنسی سرگرمیوں پر محیط ہے۔

تیسری صدی ہجری کے وسط یعنی نویں صدی عیسوی میں جس مشہور مسلم سائنس داں اور فلسفی کا ذکر آتا ہے وہ القندی ابو یوسف یعقوب ہیں۔ ابو یوسف نے فلسفہ کے علاوہ مختلف موضوعات پر بے شمار کتابیں تصنیف کی ہیں۔ انہوں نے معدنیات، جیالوجی فزکس، فارماکولوجی اور ادویات کے موضوع پر بھی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ عباسی دور سن ۸۷۳ء میں عرب دانشور حنان بن اسحاق نے یونانی اور کئی دوسری زبان کی نادر و نایاب کتابوں کے عربی ترجمے کئے تھے۔ اسے کئی زبانوں پر دسترس حاصل تھی۔ پیشہ سے وہ طبیب تھا اور خلیفہ المتوکل کے دربار کا میر طبیب تھا۔ اس نے طب فلسفہ، جغرافیہ، موسمی پیش گوئیاں (مٹرولوجی) زیالوجی، اسانیات کے علاوہ مذہبی موضوعات پر بھی کئی کتابیں تصنیف کی تھیں

ابن الحاتم ابوعلی بن الحسن ۱۰۳۹ء میں عرب دنیا کا ایک عظیم ماہر ریاضیات گذرا ہے۔ آج بھی اسلامی اور مغربی دنیا کے طالب علم ریاضی، فلکیات (اسٹرونامی) اور فزکس کی درسی کتابوں میں ابن الحاتم کی تحقیقات سے مستفید ہوتے ہیں۔ مغربی دنیا میں ابن الحاتم "الجزن" کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۵۷۲ء تک اس کی بیشتر کتابوں کے لاطینی زبان میں ترجمے ہو چکے تھے۔ مغربی تاریخ داں ڈی بی بائیلٹ کے مطابق البیرونی اور ابوریحان اسلامی دنیا کے مشہور سائنس داں اور دانشور تھے۔ البیرونی ایک مفکر اور سیاح ہی نہیں تھا بلکہ ایک ماہر جغرافیہ ماہر ریاضی، ماہر فلکیات، ماہر لسانیات اور اپنے عہد کا ایک ممتاز مورخ بھی تھا۔ اس نے اپنا سفرنامہ بھی مرتب کیا تھا۔

۱۳۷۵ء میں ابن الشاطر ایک مشہور ماہر فلکیات گذرا ہے۔ اس نے نظام فلکی کو ترتیب دیا تھا۔ فلکی نظام اور سیاروں کی

گردش کے مشاہدات اوران کی پیمائش کرنے والے کئی آلات بھی اس کے نام سے منسوب ہیں۔ آج مغربی سائنس داں بھی اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ مغرب کے مشہور ماہر فلکیات کوپرنکس نے جوانکشافات کئے ہیں ان کو ابن الشاطر پہلے ہی واضح کر چکے تھے۔

ابن الحاتم اپنے عہد کا ایک مشہور علم البصارت (OPTICS) بھی تھا۔ ابن سینا اور البیرونی کی طرح ابن الحاتم نے بھی یونانیوں کے نظریہ کے خلاف اپنا نظریہ پیش کیا تھا کہ تصویر کا عکس آنکھوں کی جانب سفر کرتا ہے نہ کہ آنکھ سے شعاعیں نکل کر کسی چیز پر پڑتی ہیں۔ ابن الحاتم نے یہ بھی کہا تھا کہ سورج کے غروب ہونے کے بعد یا طلوع ہونے سے قبل آسمان پر جو دھندلکا نظر آتا ہے وہ دراصل فضا میں روشنی کے انعکاس کے سبب ہوتا ہے۔ ابن الحاتم کی ''علم المرا ان الحکمت'' جسے اس نے ۲۲۔۱۱۲۱ء میں تصنیف کیا تھا۔ اسی کتاب کی بنیاد پر الخانی نے البیرونی کے نظریہ کثافت نوعی (SPECIFIC GRAVITY) کا تجربہ کیا تھا۔ اس کتاب میں مادہ اور رقیق اشیاء کی کثافت نوعی اور زمین کی قوت کشش پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ برسوں بعد ابن الحاتم کی کتابوں کے لاطینی اور دوسری زبانوں میں ترجمے ہوئے۔ انہی تراجم سے متاثر ہو کر مغربی سائنس داں راجر بیکسن اور وٹلو نے روشنی کے خواص اور شیشہ کے اوصاف پر تحقیق کی تھی۔

مسلمان ہی جدید الجبرا اور ٹریگونومٹری (علم المثلث) کے خالق ہیں۔ محمد موسیٰ الخوارزمی نے ۲۱۰ھ میں ہندوستانی طریقہ حساب کو لاطینی زبان میں منتقل کیا تھا۔ محمد بن موسیٰ کے اس کارنامہ کے سو سال بعد یعنی ۳۴۱ھ میں ابو الحسن الاقلدیسی نے دمشق میں اپنی مایہ ناز کتاب ''کتاب الفصل فی الحساب الہندی'' مرتب کی جس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں سب سے چھوٹی اکائی کے لئے اعشاریہ کا استعمال کیا گیا ہے۔ جسے بعد میں الگوریدم (ALGORITHM) کہا گیا۔

قلدیسی کے بعد مشہور شاعر عمر خیام کا شمار بھی ماہر ریاضی دانوں میں ہوتا ہے۔ جو رباعیوں کی وجہ سے اسلامی دنیا کے علاوہ اہل مغرب میں بھی کافی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

مسلمانوں نے ہوا اور پانی کو پہلے سے زیادہ طریقہ سے استعمال کیا۔ ظہور اسلام سے قبل یورپ میں پن چکیوں کا رواج تھا۔ پن چکیوں کے ذریعہ اہل یورپ اپنے کھیتوں کی آبیاری کیا کرتے تھے۔ مگر مسلمانوں نے ان پن چکیوں کو ایک صنعتی اکائی کے طور پر استعمال کیا۔ آبپاشی کے علاوہ مسلمانوں نے ان پن چکیوں کو کاغذ بنانے اور گنے کی پیڑائی میں بھی استعمال کیا۔ ایوبی اور ملوکی دور میں ۳۲ پن چکیوں سے گنے کی پیڑائی کا کام لیا جاتا تھا۔ سولہویں صدی میں مسلمانوں کی پن چکیوں کی شہرت یورپ کے درباروں میں سنی جانے لگی تھی۔ یوں تو آبی گھڑیوں کی ایجاد ڈیڑھ ہزار سال قبل مسیح ہی ہو چکی تھی۔ مگر مسلمانوں نے اپنے عہد میں ان گھڑیوں میں کافی نمایاں تبدیلیاں کر لی تھیں۔ گیارہویں صدی عیسوی میں اسپین کے ساحل پر مسلمانوں نے دو آبی گھڑیاں نصب کی تھیں۔ ان میں سے ایک تو مسلمانوں کے زوال کے بعد بھی برسوں تک وقت کا صحیح صحیح تعین کرتی رہی۔

دنیا کے دو مشہور مسلم سائنس داں جابر بن حیام اور ابو بکر الرضی کے کارناموں کو دنیا کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ جدید کیمسٹری انہی سائنس دانوں کے مرہون منت ہے۔ جابر بن حیام نے مادہ کے تین زمروں میں تقسیم کیا اور ان کے اوصاف سے دنیا کو روشناس کرایا تھا۔ ابو بکر الرضی پیشہ سے ایک طبیب تھا مگر اس نے علم

کیمیا کے شعبہ میں کئی حیرت انگیز انکشاف کئے تھے۔ کئی کیمیائی مادے اور کیمیائی آلات اس سے منسوب ہیں۔ اہل مغرب جابر کو GEBER اور ابو بکر الرضی کو rhazes کہتے ہیں۔ الرضی نے اپنی تصنیف ''کتاب الاسرار'' دو جلدیں میں تصنیف کی تھی۔ پہلی جلد میں مادہ کی طبی حالت اور خواص پر بحث کی گئی جب کہ دوسری جلد میں ''تدبیر PROCESS کا تفصیلی ذکر ہے۔ مختلف کیمیائی مادوں کا مرکب بنانے اور انہیں علیحدہ کرنے کا طریقہ بھی درج ہے۔ اس کتاب میں الرضی نے تقطیر (DISTILLATION) تاسید (SUBLIMATION)' استر الی (PURIFICATION) تشویہ (ASSATION) طبخ (COCOTIOM)' الغم یا تلغم (AMALGATION)' وغیرہ جیسے طریقوں پر بحث کی گئی ہے ''کتاب الاسرار'' میں نفت یعنی PETROLEUM کا ذکر بھی ملتا ہے۔

مسلم سلاطین نے اپنے شہریوں کی صحت پر بھی خاص توجہ دی تھی۔ جگہ جگہ شفاخانے اور اسپتال قائم تھے۔ جو ہمہ وقت کھلے رہتے تھے۔ مردوں اور عورتوں کے لئے الگ الگ شفاخانے تھے۔ طبیب اور خدمت گاروں کی تنخواہیں سرکاری خزانہ سے ادا کی جاتی تھیں۔ شفاخانوں سے ملحق طب کے تعلیمی ادارے بھی قائم تھے۔ طالب علم کو اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اس وقت تک تشخیص اور علاج کی اجازت نہیں دی جاتی تھی جب تک کہ وہ حکومت کے بڑے طبیب کے سوالات کے جواب نہ دے دے۔

انٹرویو میں کامیابی کی یہ شرط تھی کی جس فن میں وہ اختصاص اور علاج کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اس میں اسے کسی معتبر طبیب سند پیش کرنی ہوتی تھی۔

مقتدر باللہ کے عہد میں ایک حکیم کے غلط علاج سے ایک مریض کا انتقال ہوگیا۔ اس کی خبر جب خلیفہ تک پہنچی تو اس نے بغداد کے تمام حکیموں کا از سر نو امتحان لینے کا حکم دیا۔ خلیفہ کے حکم سے بغداد کے سب سے بڑے طبیب سنان ابن ثالث نے ان حکیموں کا امتحان لیا جن کی تعداد ۸۷۰ کے قریب تھی۔ حکیموں کی اتنی بڑی تعداد اس وقت صرف بغداد میں موجود تھی۔ یہ تعداد ان حکیموں کے علاوہ تھی جو خلیفہ وزراء اور سربراہان حکومت کے طبیب تھے۔ ہر شفاخانہ میں طب کی کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہوتا تھا۔ قاہرہ کے ابن طولون شفاخانہ میں ایک لاکھ سے زائد کتابیں موجود تھیں۔

مسلمانوں نے جہاز رانی بحری بیڑے، شمشیر سازی، مذراعت اور تعمیرات کے شعبوں میں بھی اپنی بے پناہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے۔ کچھ شعبے تو پہلے سے موجود تھے مگر کچھ شعبوں میں مسلمانوں نے ترقی کے نئے دریچے کھولے ہیں۔

۷۵۱ء میں وسط ایسیا کے علاقے ازبکستان اور قزاکستان مسلمانوں کے زیر اثر آچکے تھے اور سمرقند اور بخارہ علم و دانش کا گہوارہ بن چکے تھے۔ ۷۱۱ء میں ہی سندھ پر مسلمانوں نے اپنی فتح کے پرچم نصب کر دئے تھے۔ سندھ پر مسلمانوں کی فتح سے قبل ہی ہندوستانی سائنس بغداد پہنچ چکا تھا اور مسلمان اس کی ترقی کی نئی نئی راہیں تلاش کررہے تھے۔ ۱۰۳۰ء میں ہندوستان پر محمود غزنوی کے حملہ کے بعد تو ہندوستان مسلمانوں کی توجہ کا مرکز بن گیا تھا اور بالآخر ۱۵۲۶ء میں بابر نے ہندوستان میں ایک مستحکم سلطنت کی بنیاد رکھی جو سیکڑوں سال تک پورے آب وتاب کے ساتھ قائم رہی۔

جس طرح سائنس کے کچھ شعبے دوسری قوموں سے مسلمانوں تک پہنچے اور مسلمانوں نے ان کی ترقی کے نئے نئے دریچے کھولے۔ اسی طرح اسلامی سائنس بھی مختلف ذرائع سے سفر کرتا ہوا دوسری قوموں تک پہنچا اور انہوں نے اسے لاطینی، فرانسیسی

یونانی اور انگریزی زبان میں منتقل کیا۔اہل مغرب نے مسلمانوں کی زیادہ تر اصطلاحات کا اپنی زبان میں ترجمہ کر دیا مگر بعض اصطلاحات ایسی بھی ہیں جو دوسری زبانوں میں جوں کی توں موجود ہیں اور عہد ماضی کے درخشاں باب کی ناقابل فراموش داستان سنا رہی ہیں۔

غزل

سیدظفرالاسلام آرآزمکن پوری

محفوظ رہے کانٹے پھولوں کو مٹایا ہے
بجلی نے بڑے فن سے گلشن کو جلایا ہے

میں اسکی صداقت کی کھاتا تھا سدا قسمیں
وہ جس نے مجھے جھوٹا الزام لگایا ہے

الفاظ کے مرہم سے جو بھر ہی نہیں سکتا
احساس کے سینے پر وہ زخم بھی کھایا ہے

ہر نخل کو سینچا ہے آنسو کی روانی سے
پھولوں کو لہو دیکر گلشن کو سجایا ہے

اے کاش کوئی کہدے یہ گردش دوراں سے
پھر خاک نشینوں نے گھر اپنا بنایا ہے

وہ جسکی فغاں پر بھی چپ سادھے تھی یہ دنیا
اب اسکی خاموشی نے اک حشر اٹھایا ہے

آنکھوں سے کہیں بن کر آنسو نہ نکل جائے
وہ رآز جسے ہم نے سینے سے لگایا ہے

ایک ہمدردانہ اپیل

''قارئین رہبرنور!'' ہندوستان کی مرکزی سرزمین مکن پور شریف سے شائع ہونے والے رسالے''رہبرنور'' میں جو مضامین شائع ہوتے ہیں۔وہ اہل قلم اور مضمون نگار کی ذاتی کاوش اوران کی رائے ہوتی ہے۔اس امر کا اعلان رسالے کے پہلے صفحہ پر تحریر کر دیا جاتا ہے۔اس لئے بحث ومباحثہ میں ادارہ رہبرنور کو شامل نہ کریں اور مضمون نگار رسالے کے انفرادی معیار اور امتیازی مشن کو ساتھ لیکر چلیں۔کسی فرد واحد یا مکتبہ فکر کی تنقید وتنقیص کو اپنی تحریرات سے الگ رکھتے ہوئے خانقاہی نظم ونسق اور صوفی ازم کی خیال آرائیوں کے ساتھ لکھیں۔

एक अहम तहक़ीक़ी मज़मून
वलीए कामिल हज़रत सैय्यद जलालउद्दीन शाहदाना वली बुख़ारी (रज़ी)

अबुल मशरब सैय्यद मुक़तिदा हुसैन

यह हकीकत है कि खुदा की मारफ़त किसी इन्सान के लिबास, इल्म व फन, या अक़्ल व दानिशवरी पर मौकूफ़ नही है । जब रहमते परवरदिगार अपने किसी मख़सूस बन्दे को नवाज़ती है तो तजल्लियाते इलाही का काशाना और नशेमन बन्दे का दिल होता है इस लिए कि दिल ही वह मकाम है जहाँ सच्ची और हकीकी खशीयत का ग़लबा होता है और जो दिल खशीयते इलाही का आबगीना बन जाता है तो उस दिल से खौफ और मलाल को उठा लिया जाता है इसी लिए खुदा के वह बरगुज़ीदा बन्दे जिन का दिल हमेशा खशीयते इलाही से मामूर और सोज़ो गुदाज़ की धड़कनों से बेदार रहता है हर वक़्त रज़ाए हक की तलाश में जिनकी आँखें अश्कबार रहती हैं उन पर रहमते परवरदिगार की मूसलाधार बारिश होती है ।

तारीख़े हिन्दुस्तान की पेशानी पर और खुदा के महबूब बन्दों की फ़ेहरिस्त में ऐसा ही एक नाम जलवागर दिखाई देता है जिसने बुख़ारा जैसे आलमगीर शोहरत याफता शहर को दौड़कर ,शरीयतें मुस्तफा (सल0) की तबलीग़ कर बीड़ा उठाकर भारत की सरज़मीन पर क़दम रखा था । इस मोहसिनें कौमो मिल्लत का ना "सैयद जलालउद्दीन है,, और उनको ज़माना "शाहदाना वली,, के नाम से जानता है । शिमाली हिन्दूस्तान के मशहूर शहर बरेली मे जिनका आस्ताना है ।

शाहदाना वली (रज़ि) की विलादत और वफ़ात पर एक अहम तहकीक

इतिहासकारों ने और तहक़ीक़ करने वालों ने हज़रत सैयद शाहदाना वली (रज़ि0) की वलादत सन् 612 हिजरी और किसी ने सन् 580 हिजरी तहरीर की है । मगर पुराने तारीख़ी हवालों और तहकीक़ात की रोशनी में यह बात बिल्कुल बाज़ेह तौर पर सामने आई है कि आपकी वलादत की सही तारीख़ सन् 612 हिजरी ही है और इसी पर अकसर इतिहास कार अपनी राय से इत्तेफ़ाक़ रख़ते है । तारीख़ी हवालों में मिलता है कि सैयद जलालउद्दीन शाहदाना बुख़ारी (रज़ि0) सातवीं सदी हिजरी के निस्फ़ अव्वल यानी सन् 612 हिजरी मे पैदा हुए थे । आपकी विलादत की तारीख़ों में कितना भी इख़्तिलाफ़ हो मगर आरिफ़ बिल्लाह हज़रत सैयद जलालउद्दीन शाहदाना बुख़ारी (रज़ि0) की वफ़ात पर तमाम तारीख़दाँ इतिहासकारों ने एक ही तारीख़ लिखी है सन् 731 हिजरी ।

सैयद शाहदाना वली की तारीख़-ए-वफ़ात पर एक अहम तहक़ीक़

सबसे पहले वो तारीख़ की किताबों के हवाले तलाश करने से दूर होकर इस वलीए-कामिल की बारगाह में हाज़िरी दें तो सैयद शाहदाना वली मदारी (रज़ि0) के आस्तानय पाक की चारदीवारी पर एक कतबा नसब दिखाई देगा जिसको अपने माथे की आँखों से देखा जासकता है इस कतबे पर साफ लिखा हुआ है आपकी वफ़ात सन् 731 हिजरी में हुई ।

दूसरी अहम बात यह है कि हिन्दुस्तान की तिजारती राजधानी और खूबसूरत शहर बम्बई से बहुत बरसों से अब तक एक मैगज़ीन शाए होती है "इस्लामी मोहम्मदी बड़ी तक़वीम,, इस मैगज़ीन पर सभी एतबार करते हैं इस रिसाले में पचासों बरस से अब तक जहाँ बुज़ुर्गाने बरेली शहर का तज़किरा किया जाता है वहाँ हज़रत सैयद शाहदाना वली की तारीख़े वफ़ात सन् 731 हिजरी ही लिखी जाती है ।

इस मैगज़ीन में हर साल छपता है हज़रत सैयद दाना वली

का विसाल मुबारक 6 रबीउअव्वल सन् 731 हिजरी ।

हज़रत कुत्बुल मदार (रज़ि0) से मुलाक़ात और सिलसिलय मदारिया हासिल करना।

तीसरी सदी हिजरी में सैयद बदीउद्दीन कुतबुल मदार (रज़ि0) हिन्दुस्तान तशरीफ लाए । तबलीग़े दीन की ख़ातिर आपने पूरे एशिया का सफ़र फ़रमाया तारीख़ बताती है कि हिन्दुस्तान से आपने सात मर्तबा हज का दौरा फ़रमाया । जब आप ने छठी बार हज किया तो अफ्रीका के मुख्तजिफ इलाक्को का दौरा फ़रमाया और इसी सफ़र में रूस (सोवियत संघ) के तमाम मुमालिक मे तबलीग़े इस्लाम का काम अन्जाम दिया । तज़किरा निगारों ने लिखा है कि रूस के सफ़र में ही आप ने बल्ख़ ताशकन्द, समरकन्द के इलाकों में कयाम फरमा कर लोगों को दाख़िले इस्लाम फ़रमाया । यह सातवीं सदी हिजरी का ज़माना था । और इसी सफ़र में आपने कोहे क़ाफ़ का दौरा किया था ।

सैकड़ों बरस पुरानी किताब जवाहरे ख़मसा के सफ़ा नं0 54 पर लिखा है कि इसी सफ़र के दौरान हज़रत कुतबुल मदार ने बहुत दिनों तक शहर बुख़ारा में क़याम फ़रमाया था शहर बुख़ारा के मुताल्लिक तारीख़ी किताबों में लिखा है कि शहर बुख़ारा हज़रत ईसा अलै0 की पैदाइश से भी तीन सौ बरस पहले से आबाद था । जब सिकन्दरे आज़म इधर से गुज़रा तो उस वक़्त भी शहर बुख़ारा तिजारत और सक़ाफत का अहम मरकज़ बना हुआ था । तारीख़े इस्लाम में पहली बार सन्850 ई0 में सामानी हुक्मरानों ने यानी दौलत सामनिया ने इसे अपनी राजधानी बनाया था और उस वक़्त यह शहर इस्लामी दुनिया में इल्मो अदब के मरकज़ के तौर पर जाना जाता था ।

इस्लामी तारीख़ के मशहूर आलिम इमाम बुख़ारी इसी शहर में पैदा हुए और ''बू अली सीना,, भी यहीं पैदा हुए थे। सन् 1220 ई0 में यह शहर चन्गेज़ ख़ाँ की तबाह कारियों का निशाना बन चुका था । किताब ''जवाहरे ख़मसा,, में लिखा हुआ कि इसी सफ़र के दौरान हज़रत कुतबुल मदार (रज़ि0) हज़ारों इन्सानों के दिलों में इस्लाम की रोशनी और इस्लाम का नूर भर दिया था । जब शहर बुख़ारा में हज़रत कुतबुल मदार के कमालाते बातिनी और आपके मुनफ़रिद अन्दाज़े ज़िन्दिगी की शेहरत फैली तो शहर बुख़ारा के रहने वाले हज़रत सैयद जलालउद्दीन उलूमे ज़ाहिरी से फ़राग़त हासिल कर चुके थे और तसव्वुफ़ के रास्तों पर सालिक बन कर रज़ाए इलाही की तलाश में लगे थे । वह एक निहायत मुतक्क़ी और परहेज़गार थें । जब हज़रत सैयद जलालउद्दीन (शाह दाना) ने हज़रत कुतबुल मदार से मुलाक़ात फ़रमाई तो उनके दिल की दुनिया ही बदल गई । जब हज़रत कुतबुल मदार की नज़र आप पर पड़ी तो आप पर एक अजीब सी कैफ़ियत तारी हो गई । यह कोई न समझ सका कि माँगने वाले ने क्या तलब किया और अता करने वाले ने नज़रों से क्या पिला दिया । मगर आप को जिस मंज़िल की तलाश थी वह आज मिल गई थी । आज उनका मुक़द्दर हमदोशे सुरैया होकर इन्तेहाए कमाल की आख़िरी मंज़िलों को तय कर रहा था आज वह अपनी किस्मत पर जितना भी नाज़ करें कम हो । आपके इसरार पर हज़रत कुतबुल मदार ने आपकों दाख़िले सिलसिला फ़रमाकर इजाज़त व ख़िलाफ़त से नवाज़ा और सिलसिलए आलिया मदारिया की तमामतर निसबतों और नेमतों से सरफ़राज़ फ़रमाया जब हज़रत कुतबुल मदार शहर बुख़ारा से हिन्दुस्तान को रवाना हुए तो आपके ख़ानदान के बहुत से अफ़राद और आप खुद भी हिन्दुस्तान आ गए ।

इस तरीख़ी वाक़्ये को किताब ''शम्सुल अफ़लाक,, के सफ़ा नं0 210 पर हकीम सैयद मो0 वली शिकोह (रह0) तहरीर फ़रमाते हुए लिख़ते है कि हज़रत कुतबुल मदार (रज़ि0) के शहर बुख़ारा के क़याम के दरम्यान हज़रत शाहदाना बुख़ारी दाख़िले सिलसिलए मदारिया हुए थे और जब हज़रत कुतबुल मदार (रज़ि0) बुख़ारा से रवाना हुए तो आप भी अपने चन्द अक़ारिब के साथ हिन्दुस्तान आ गए थे

किताब ''गुलिस्ताने मदार,, के सफ़ा नं 275 पर सैयद इरफ़ान अली शाह हैदराबाद दकन तहरीर फ़रमातें हैं कि आप के हमराह बहुत सारे लोग थें । इन्हीं में हज़रत पीर सैयद मो0 हनीफ़ वली-ए-कामिल पीर सैयद

मो0 दाऊद कुल्बे दौराँ हज़रत सैयद जलालउद्दीन शाहदाना बुख़ारी भी थे ।

हज़रत शाहदाना (रह0) का सिलसिलए मदारिया की इजाज़त व ख़िलाफत का तारीख़ी सूबूत :-

दुनिया की कोई भी तारीख़ इस बात का सुबूत नहीं पेश कर सकती है कि हज़रत शाहदाना वली ने अपने दामने मुराद को किसी और के आगे फैलाया हो । हम ऊपर लिख चुके हैं कि शहर बुख़ारा में हज़रत शाहदाना वली ने हज़रत कुतबुल मदार के दस्ते हक़ पर सिलसिलए आलिया की सच्ची_निसबतें हासिल की थी और वह सिर्फ मदारी बुज़ुर्ग हैं । हम बुज़ुर्गाने दीन की ऐसी मोतबर तारीख़ी किताबों के हवाले पेश कर रहे हैं जिन से बात रोज़े रोशन की तरह साफ़ हो जाएगी ।

1- किताब "नक़ीबे वक़्त,, मुसन्निफ -पीर अब्दुल सत्तार बलख़ी शाहिद निज़ामी, नाशिर-मकतबा मुज़फ्फरूल उलूम शाह नजफ़ कालौनी यूनिट नं0 5 लतीफ़ा बाद हैदरा बाद सिन्ध पाकिस्तान ।

सफ़ा नं0 94 पर तहरीर फ़रमाते हैं - बुज़ुर्गाने सिलसिलए मदारिया में मरक़ूम है कि सैयद बदीउद्दीन क़ुतबुल मदार ने अपने मुरीदीन और खुलफ़ा को जमा फरमा कर अलग-अलग इलाकों में जाने का हुक्म फरमाया इन्हीं में से हज़रत शाहदाना वली को बरेली शरीफ़ रवाना फ़रमाया था ।

2- अल्लामा वाइज़ काशफी डा0 चन्दा मियाँ तालिब अपनी तसनीफ़ "तारीख़े बदी,, नाशिर-मकतबा काशफ़िया 714-10/91 लॉढी टाऊन कराची नं0 3 पाकिस्तान-सफा नं0 53 पर तहरीर फ़रमाते हैं :- हज़रत सैयद जलालउद्दीन शाहदाना वली सिलसिलए मदारिया के बुज़ुर्ग है और उनका मज़ारे मुक़द्दस बरेली शरीफ़ में है ।

3- किताब तारीख़े सलातीन शर्क़ी और सूफ़ियाए जौनपुर में अपनी तहक़ीक़ी तारीख़ पेश करते हुए डा0 सैयद इक़बाल अहमद जौनपुरी सफ़ा नं0 1443,1444 पर लिखते है कि हज़रत कुतबुल मदार के मुरीदीन और खुलफ़ा की तादाद हदे शुमार से बाहर है लेकिन कुद नाम सूरज की तरह चमक रहे है उनमें हज़रत सैयद शाह अजमल बहराइची ---(बयालीसवाँ नाम) तहरीर करते हुए लिखते हैं हज़रत शाह दाना वली (रह0) मज़ार मुबारक बरेली शहर ।

4- "हकीम अब्दुर्रहमान चिश्ती क़ादरी,, अपनी तसनीफ़ तज़किरए मदारूलआलमीन के सफ़ा नं0 46 पर लिखते हैं कि :- हज़रत सैयद जलालउद्दीन शाहदाना वली जिनका मज़ार शहर बरेली में मरजए खलाएक है वह हज़रत कुतबुल मदार के मुरीद व ख़लीफ़ा हैं ।

5- हज़रत मौलाना अलहाज सैयद गुलम सिब्तैन साहब (रह0) अपनी तसनीफ़ सय्यदुल अक़ताब के सफ़ा नं0 65 पर तहरीर फ़रमाते हैं कि :- हज़रत शाहदाना वली का नाम सैय्यद जलाल उद्दीन है आपका वतन बुख़ारा है और आप हज़रत कुतबुल मदार के हमराह हिन्दुस्तान आए आप सैयदना मदारूल आलमीन के मुरीद व ख़लीफ़ा हैं ।

6- किताब जमाले मदारियत में हकीम सैयद मो0 वली शिकोह साहब (रह0) सफ़ा नं0 71 पर तहरीर फरमाते है हज़रत शाहदाना वली बुखारी का मज़ार शरीफ़ शहर बरेली में है आप ख़ालिस मदारी बुज़ुर्ग हैं । आप सिलसिलए मदारिया में मुरीद हुए और खिलाफ़त हासिल की ।

7- हज़रत मौलाना अलहाज सैयद कल्बे अली (रह0) अपनी तसनीफ़ ज़ुल्फ़िकारे बदी के सफ़ा नं0 54 पर तहरीर फरमाते है कि हज़रत कुतबुल मदार ने अपने मुरीदीन व खुल्फ़ा को जमा फ़रमाकर अलग-अलग मकामात के लिए रवाना फरमाया उनमें हज़रत बर्क़ दीवाना और हज़रत शाहदाना वली को बरेली रवाना फ़रमाया ।

8- किताब गौहरे अबदार में हज़रत मौलाना मो0 उमर तबक़ाती सफ़र नं0 37 पर लिखते हैं कि हज़रत कुतबुल मदार के खुल्फ़ा की तादाद बेशुमार है ।

इसी फेहरिस्त में 32 वाँ नाम लिखते हैं हज़रत सैयद शाहदाना वली बरेली ।

इन हक़ाएक से कौन चशमपोशी कर सकता है सैकड़ो बरस से आज तक हज़रत शाहदाना वली मदारी

को सिलसिलए मदारिया का अज़ीम बुजुर्ग लिखा जाता रहा है जिसकीं तारीख़ी तसदीक़ इन बुजुर्गों की किताबों से होती है इनको कोई झुठला नहीं सकता ।

हज़रत शाहदाना वली के नाम से मौसूम मक़ामात:-

वैसे तो हज़रत शाहदाना मदारी जहाँ पर तबलीगे इस्लाम के लिए तशरीफ़ ले गए वहाँ न जाने कितने मक़ाम आपके नाम से मौसूम है मगर सूबा मध्यप्रदेश आपकी तबलीग़ी कारगुज़ारियों का सबसे बड़ा गवाह है ।

मध्यप्रदेश के शहर "ग्वालियर,, में आपने कयाम फरमाया था यहाँ पूरे एक मोहल्ले का नाम "दाना वली मोहल्ला,, है । आपने जहाँ पर इबादत फ़रमाई वहाँ एक मस्जिद तामीर की गई जिसका नाम दाना मस्जिद रखा गया जो ग्वालियर में आज भी मौजूद है ।

किताब सय्यदुल अक़ताब मे हज़रत मौलाना सैयद गुलाम सिबतैन (रह0) सफ़ा नं0 65 पर तहरीर फ़रमाते हैः- शहर ग्वालियर में एक अर्से तक आप ने कयाम फरमाया और तबलीगे दीन फ़रमाते रहे आज भी आपके नाम से मन्सूब एक मस्जिद हैं जिसकों दाना वली मस्जिद कहा जाता है। शहर में एक मोहल्ला है जिसको दाना वली मोहल्ला कहा जाता है आप ख़लिस मदारी बुजुर्ग है और सरकार क़ुतवुल मदार के ख़लीफ़ा हैं ।

हज़रत शाहदाना वली का बरेली में क़याम और विसाले मुबारक

तारीख़ शाहिद है कि हुज़ूर क़ुतबुल मदार ने अपनी पूरी हयात इस्लाम की तबलीग़ करने में गुज़ार दी और अपने मुरीदीन और खुल्फ़ा को पूरी दुनिया के बेशतर मक़ामात पर तबलीगे़ दीन की ख़ातिर रवाना फ़रमाते रहे इसी ज़िम्न में रूहेलखण्ड इलाक़े में हज़रत शाहदाना वली मदारी को रवाना फ़रमा कर बरेली में मुस्तकिल क़याम का हुक्म सादिर फ़रमाया । अपने मुरशिद के हुक्म की तामील में हज़रत शाहदाना वली इस इलाक़े में बन्दगाने ख़ुदा को इस्लामी तालीमात की नेमतों से नवाज़ते रहे । लाखों लोगों को दाखिले इस्लाम फ़रमाया और ख़िदमात का नतीजा था कि बरेली के इलाक़े कलमए तौहीद और इश्के रिसालत की सदाओं से गूँजने लगे ।

आखिर कार सन् 731 हिजरी का वक़्त ऐसा आया कि इस अज़ीम हस्ती ने दुनिया से रेहलत फ़रमाई और अपने मालिके हक़ीक़ी से जा मिले ।

बहुत पुर कैफ़ सह आस्ताना है - ग़रीबों का दस्तगीर शाहदाना है ।

एक तारीख़ी ग़लतफ़हमी का इज़ाला :-

तारीख़ 18 वा 24 जुलाई सन् 2000 ई0 हफ्तरोज़ा उर्दू अख़बार नई दुनिया में मो0 हसन नाम के किसी शख़्स ने हज़रत शाहदाना वली के नाम से एक छोटा सा फ़र्ज़ी और ग़ैर मोतबर मज़मून लिखा । इस मज़मून में तारीखी गलतियों के साथ-साथ सच्चाइयों का पूरी तरह से गला घोट दिया गया । इस मज़मून में हज़रत शाहदाना वली को शहंशाह अकबर के ज़माने में दिखाया और अकबर की फौजों से उनको जिहाद बिस्सैफ़ करते दिखाया गया । और यह भी दिखाया गया कि हज़रत शाहदाना के मज़ार पर औरंगज़ेब के गवर्नर मकरन्द राय ने एक शानदार गुम्बद और खूबसूरत चहारदीवारी तामीर कराई थी ।

इस तारीख़ का हज़रत शाहदाना वली से दूर-दूर तक का ताल्लुक नहीं हैं ।

हक़ीक़त यह है कि चहारदीवारी तो मज़मून निगार ने देख ली मगर चहार दीवारी पर लगें कतबे को अपनी माथे की आँखों से क्यूँ न देख सके जिसमें साफ़ लफ़्ज़ों में हज़रत शाहदाना वली की विसाल की तारीख़ सन् 731 हिजरी लिखी है ।

मुग़ल शहंशाह अकबर सन् 963 हिजरी मुताबिक सन् 1554 ई0 तख़्त पर बैठा जब उसकी उम्र सिर्फ 13 बरस की थी और मोतबर तारीख़ी हवालों के साथ लिखा है कि हज़रत शाहदाना वली का विसाल सन् 731 हिजरी में हुआ इस तरह आपकी वफ़ात के 232

साल के बाद अकबर की हुकूमत शुरू होती है इस तरह नकली दलीलों से तारीख़ी सच्चाइयों को मिटाया नहीं जा सकता है ।

हकीकत यह है कि जब सन् 731 हिजरी में हज़रत शाहदाना का विसाल हुआ तो दिल्ली की सलतनत तुग़लक खानदान के दूसरे बादशाह मो0 बिन तुग़लक के हाथ में थी ।

सुलतान मो0 तुगलक अपने वालिद ग़यासउद्दीन की अचानक मौत के बाद सन् 725 हिजरी मुताबिक सन् 1325 ई0 में दिल्ली के तख़्त पर बैठा । उसका इब्तिदाई दौरे हुकूमत ही अच्छा रहा मगर जब उसने दिल्ली को छोडकर दौलता बाद को अपनी राजधानी का दर्जा दिया तो रिआया को शदीद दुशवारियों का सामना करना पड़ा जिसकी वजह से उसकी हुकूमत में जगह-जगह बग़ावते खड़ी को गई थी

अपनी तहक़ीक़ी तसनीक सलातीने शर्की और सूफियाए जौनपुर में डा0 इक़बाल इस दौर के बारे में तहरीर करते हैं कि इस ज़माने में रूहेलखण्ड इलाके में भी हुकूमत के खिलाफ़ जगह-2 बग़ावते नज़र आने लगी थी और इसी दौर में बरेली में हज़रत शाहदाना वली की विलायत का डंका बज रहा था और बन्दगाने खुदा आप से रूहानी फैज़ हासिल कर रहे थे ।

आपका शिजरा आलिया इस तरह है

सरवरे कौनेन हुजूर (सल्ल0)
हुजूर मौलाए कायनात हज़रत अली (रज़ी0)
हज़रत ख्वाजा हसन बसरी (रज़ी0)
हज़रत ख्वाजा हबीब अजमी (रज़ी0)
सुल्तानुल आरफीन हज़रत बायज़ीद बुस्तामी (रज़ी0)
हज़रत सै0 बदी उद्दीन कुतबुल मदार (रज़ी0)
सैयद जलालउद्दीन शाहदाना बुखारी (रज़ी0)

غزل

سیدانصاراحمد ہنرمکن پوری

ہم کو بزدل مت سمجھ لینا اگر خاموش ہیں
ہم تو تم کو اپنا بھائی جان کر خاموش ہیں

ایسی مہریں ہیں لگادی تلخی حالات نے
اہل دل اہل زباں اہل نظر خاموش ہیں

جھلسی لاشیں جلتے گھر خون ریزیاں بربادیاں
رہنمائے ملک یہ سب دیکھ کر خاموش ہیں

اس میں بھی ہے رہنماؤں کی نئی سازش کوئی
پھیلی ہیں بدامنیاں ہر سو مگر خاموش ہیں

ہو گئے سب منتشر اپنے رفیقان سفر
کارواں لوٹا گیا اور راہبر خاموش ہیں

جرم ہے اس دور میں شاید زباں بھی کھولنا
اس لئے سب اہل فن اہل ہنر خاموش ہیں

QUARTERLY

RAHBARE NOOR

R.N.I.No. UPURD/054331/1347785/2019

L-POST REGISTRATION "RAHBAR E NOOR" K.P. (M.)/007/2021-2023

MAKANPUR SHARIF, KANPUR, INDIA Pin Code. 209202

امیر اہل سنت محدث اعظم مترجم قرآن الکریم، مناظر اعظم ہند
شیخ طریقت حضور مجدد مراد آبادی

سید محمد انتخاب حسین رحمۃ اللہ علیہ

قدیری، نعیمی، اشرفی، مداری

کے دسویں عرس مبارک کے پاک موقع پر
ادارہ رہبر نور عالم اسلام کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔

Chief Editor

ABUL MASHARAB SYED

MUQTIDA HUSAIN JAFRI

H.O.: P.O. Makanpur Sharif, Kanpur Nagar, India- 209202

Please Contact us: 995667119, 8737967832
6394344966, 9760422993, 8840701867

Al-Madaar Offset Kanpur
Mob.: 8795601301, 9616584408